REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۴۳ — شمارہ ۳۸

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- منیر احمد خادم

نائبین:- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک:-
بذریعہ ہوائی ڈاک:- ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک:- دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن۔

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان ۱۴۳۵۱۶

۸ ربیع الثانی ۱۴۱۵ ھ — ۱۵ تبوک ۱۳۷۳ ہش — ۱۵ ستمبر ۱۹۹۴ء

اخبارِ احمدیہ

لنڈن ۱۲ ستمبر (ایم۔ٹی۔اے) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بفضلہ تعالیٰ خیر و عافیت سے ہیں۔

الحمد للہ

احبابِ جماعت اپنے جان و دل سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر، خصوصی حفاظت اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

اللہ تعالیٰ ہر آن حضور انور کا حامی و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

توبہ و استغفار کا مجرّب نسخہ

ملفوظات سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

"بعض لوگوں پر دُکھ کی مار ہوتی ہے تو اُن کی اپنی ہی کرتوتوں کا نتیجہ ہے۔ مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ۔ بس آدم کو لازم ہے کہ توبہ و استغفار میں لگا رہے۔ اور دیکھتا رہے کہ ایسا نہ ہو بد اعمالیاں حد سے گزر جاویں۔ اور خدا تعالیٰ کے غضب کو کھینچ لاویں۔ جب خدا تعالیٰ کسی پر فضل کے ساتھ نگاہ کرتا ہے تو عام طور پر دلوں میں اس کی محبت کا القاء کر دیتا ہے۔ لیکن جس وقت انسان کا شر حد سے گذر جاتا ہے اُس وقت آسمان پر اس کی مخالفت کا ارادہ ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کے منشاء کے موافق لوگوں کے دِل سخت ہو جاتے ہیں۔ مگر جونہی وہ توبہ و استغفار کے ساتھ خدا کے آستانہ پر گر کر پناہ لیتا ہے تو اندر ہی اندر ایک رحم پیدا ہو جاتا ہے اور کسی کو پتہ بھی نہیں لگتا کہ اس کی محبت کا بیج لوگوں کے دلوں میں بو دیا جاتا ہے۔ غرض توبہ و استغفار ایسا مجرّب نسخہ ہے کہ خطا نہیں جاتا۔"

(الحکم ۱۲ مئی ۱۸۸۹ء)

نصرتِ الٰہی

منظوم کلام سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

خُدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نُصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالم کو اِک عالم دکھاتی ہے

وہ بنتی ہے ہوا اور ہر خسِ رہ کو اُڑاتی ہے
وہ ہو جاتی ہے آگ اور ہر مخالف کو جلاتی ہے

کبھی وہ خاک ہو کر دشمنوں کے سر پہ پڑتی ہے
کبھی ہو کر وہ پانی اُن پہ اِک طوفان لاتی ہے

غرض رُکتے نہیں ہرگز خُدا کے کام بندوں سے
بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے

خلاصہ خُطبہ جُمعہ مورخہ ۹ ستمبر ۱۹۹۴ء بمقام مسجد فضل لندن

گھر کے نوکروں اور خادموں سے ہمیشہ اچھا سلوک کرنا چاہیئے

اپنے اچھے کھانے اور اچھے کپڑے میں سے انہیں بھی حق دیا کرو

یہ حُسن ہے اِسلام کا جو آپ کے ذریعہ سے پھیلے گا!

از سیّدنا حضرت امیر المومنین مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ

لنڈن۔ (ایم۔ٹی۔اے)۔ سیّدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے گزشتہ خطباتِ جمعہ کے تسلسل میں اصلاحِ معاشرہ کے مضمون کو جاری رکھتے ہوئے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض اور ایمان افروز احادیث بیان فرمائیں۔

حضور نے ترمذی کی درجِ ذیل حدیث بیان فرمائی کہ حضرت معاذ بن جبلؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جہاں کہیں بھی ہو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔" مراد یہ ہے کہ چونکہ اللہ ہر جگہ ہے اس لئے جہاں بھی ہو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ پھر فرمایا "اگر کوئی بُرا کام کر بیٹھو تو اس کے بعد نیک کام کرنے کی کوشش کرو۔ یہ نیکی اس بدی کو مٹا دے گی۔" حضور نے فرمایا قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ کہ نیکیاں بدیوں کو زائل کر دیتی ہیں۔ حضور نے فرمایا یہ اسی کی طرف اشارہ ہے۔ اس حدیث میں مزید فرمایا کہ "لوگوں سے خوش اخلاقی اور حُسنِ سلوک سے پیش آؤ۔" (ترمذی کتاب البر) یعنی جب نیکیاں کرو تو ان میں خوش اخلاقی اور حُسنِ سلوک شامل ہو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے ایک ماموں تھے جو بچھو کا دم کرتے تھے۔ حضورؐ نے جب دم کرنے سے منع فرمایا تو وہ حضورؐ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اللہ کے رسول! آپ نے دم کرنے سے منع فرمایا ہے اور میں بچھو کا دم کرتا ہوں اور لوگوں کو اس سے فائدہ ہوتا ہے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا، تم میں سے جو شخص اپنے بھائی کو فائدہ پہنچا سکتا ہے تو اس کو چاہیئے کہ ضرور پہنچائے۔" (مسلم کتاب السلام)

اس سے مراد یہ ہے کہ دم کرنا اور اس کے ذریعہ بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچانا جائز ہے۔ لیکن دم کے اس کام کو پیشہ بنا لینا اور آیات اللہ کو گویا بیچنا ناجائز ہے۔ ہاں اگر کوئی از خود اس دم کے بدلہ میں تحفہ دیدے تو لینا جائز ہے۔ اور ایک صحابی کو دیئے گئے اس تحفہ کو رسولِ پاک صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک مرتبہ کھایا۔

(باقی دیکھئے صلا پر)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بورڈ بدر قادیان

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۵ تبوک ۱۳۷۳ ہش

کبھی تو سچ بولو!

(۳)

گزشتہ گفتگو میں ہم تفصیل سے بادلائل ثابت کر چکے ہیں کہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام نے کس پس منظر میں انگریزی حکومت کی تعریف کی اور یہ کہ کس طرح مولوی محمد حسین بٹالوی نے حکومت انگریزی کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو باغی ثابت کرنے کے لئے مسلمانوں کے مسلّمہ عقیدہ مہدویت سے انکار کیا اور کس طرح وہ "من انکر خروج المھدی فقد کفر" (**ینابیع المودۃ**) جس نے خروجِ مہدی کا انکار کیا اُس نے کفر کیا کے مطابق صریح کفر کے مرتکب ہوئے۔

آج کی گفتگو میں ہم حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے جہاد بالسیف کی ممانعت کے فتوے پر کسی قدر روشنی ڈالیں گے۔ لیکن اس سے قبل عوام مسلمانوں کی خدمت میں ہماری گزارش ہے کہ بلاوجہ کا شور ڈالنے والے مولویوں کی ان باتوں میں ہرگز نہ آئیں کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کلیۃً سب طرح کے جہاد کی ممانعت و حُرمت کا فتویٰ دیا ہے۔

قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ جہاد تین قسم کا ہے۔ ایک جہاد بالنفس یعنی باوجود مشکلات و مصائب کے اپنے آپ کو گناہوں سے بچانا اور نیکیاں بجالا کر جہاد کرنا۔ اس جہاد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہادِ اکبر فرمایا ہے یعنی سب سے بڑا جہاد۔ دوسرے جہادِ کبیر کہ تبلیغ قرآن اور تبلیغ اسلام کا جہاد۔ تیسرے جب دشمن مسلمانوں سے بزور مذہبی آزادی چھین لے، اسلامی ارکان کی بجا آوری میں روک پیدا کرے تو اپنے دین کی حفاظت و مدافعت کی خاطر دشمن کے ظاہری ہتھیاروں کے مقابلہ پر ہتھیار اٹھانا، اسے جہادِ اصغر کہا جاتا ہے۔ یعنی سب سے چھوٹا جہاد۔

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے مذکورہ بالا جہادوں میں سے اس دور میں صرف جہادِ اصغر کے التواء کا فتویٰ دیا ہے۔ کیونکہ قرآنی تعلیم کے مطابق جب تک جہادِ اصغر کی شرائط پوری نہ ہوں یہ جہاد حرام ہے۔ اب یہ کس قدر بے وقوفی کی بات ہوگی کہ دشمن تو بالمقابل دلائل و براہین اور قلم و زبان کی جنگ جاری رکھے اور مسلمان تلوار لے کر نکل کھڑے ہوں۔ کیا اس سے غیر مسلم حضرات یہ اثر نہیں لیں گے جیسا کہ آجکل کے بعض نادان ملّاؤں کی بے عقلی سے لے رہے ہیں کہ اسلام کو چونکہ دلائل کے میدان میں مقابلہ کی تاب نہیں اس لئے مسلمان بُرہان کے مقابلہ میں تیر و سنان کا استعمال کرتے ہیں۔

دُوسرے یہ کہ انگریزی حکومت جو کہ نہ صرف ارکانِ اسلام کی بجا آوری میں مُخل نہ تھی بلکہ اس نے ہر ایک کو مذہبی آزادی دے رکھی تھی۔ بھلا اس سے جہاد بالسیف کیسے جائز ہو سکتا تھا۔ اور پھر مسیح موعود کے دَور میں یہی مقدر تھا کہ اس دور میں تیر و تلوار کی جنگ موقوف ہو کر دلائل و براہین کی جنگ ہو۔ جہاد بالنفس کا عملی مظاہرہ ہو۔ اسی لئے مسیح موعود کے دَور کے لئے حدیث میں "یضع الحرب" (بخاری) کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ اور اسی حوالہ سے حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے ۱۹۰۲ء میں اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ میں فرمایا تھا کہ ؎

فرما چکا ہے سیّدِ کونین مصطفیٰ
عیسیٰ مسیح کر دے گا جنگوں کا التواء

جہاں تک ظاہر پرست اور جھوٹ کے دوست مولویوں کا یہ کہنا کہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے جہاد کی ممانعت کا فتویٰ دے کر انگریزوں کو مضبوط اور اسلام کو کمزور کیا ہے یہ سراسر غلط اور صریح تاریخی کذب بیانی ہے۔ حق یہ ہے کہ مسلم علماء جو مسلمانوں کے مختلف طبقوں پر اپنا مکمل اثر رکھتے تھے، نہ صرف یہ کہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ سے بھی پہلے انگریزوں سے جہاد کی ممانعت کے فتوے دے چکے تھے۔ بلکہ ہر طرح ان کی چاپلوسیاں کر کے مال و دولت اور خطابات حاصل کر رہے تھے۔ اور یہی وہ لوگ تھے جو اس دور میں اپنے آپ کو مسلمانوں کا حقیقی نمائندہ سمجھتے تھے۔ اور حضور علیہ السلام پر تو یہ لوگ کُفر کے فتوے لگا چکے تھے۔

اب ہم ذیل میں مسیح موعود علیہ السلام کے دور کے مسلم علماء کی انگریزوں کی خوشامد و چاپلوسی اور جہاد بالسیف کی ممانعت کے فتوے اپنے محترم قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

● سرسید احمد خان بانی علیگڑھ مسلم یونیورسٹی نے انگریز حکومت کی وفاداری میں لکھا:۔

"محسن کی احسان مندی ..... ٹھیٹھ رکنِ اسلام ہے۔ جس طرح ہم کو اپنے خدائے پاک کا شکر ادا کرنا ہے جس کا احسان ہم پر ہے (ویسا) ہم دِل سے (انگریز) بادشاہ عادل کے شکر گزار ہیں۔"

(خطبات سرسید احمد جلد اوّل صفحہ ۱۹۲ ترقی ادب لاہور)

● مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے ۱۸۸۸ء میں فتویٰ دیا:۔

"ملکہ معظمہ اور اس کی سلطنت کے لئے دُعا سلامت و حفاظت و برکت کرنا و علیٰ ہذا القیاس ان امور سے کوئی بھی امر ایسا نہیں ہے جس کے جواز پر شریعت کی شہادت نہ پائی جاتی ہو۔" (اشاعۃ السنہ نمبر ۱ جلد ۱۱ ۱۸۸۸ء)

● انجمن حمایتِ اسلام جس کا قیام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ سے قبل ۱۸۸۴ء میں ہو چکا تھا، کے اجلاسات میں انگریز ملکہ کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے کئی بار "سایۂ حق" "ظلّ اللہ" اور "ظلِّ سُبحانی" قرار دیا گیا۔ ملکہ کی وفات پر جو مرثیہ لکھا گیا اور انجمن کے سالانہ اجلاس میں پڑھا گیا اس کا ایک شعر ملاحظہ فرمائیں ؎

سایۂ حق ان پہ تھا خود ظلِّ سبحانی تھیں یہ
سارے عالم میں بڑی یکتا مہارانی تھیں یہ

اس اجلاس کے صدر شمس العلماء مولانا مفتی عبد اللہ ٹونکی ماہر فقہ تھے

● انسٹی ٹیوٹ ندوہ جس کی بنیادی اینٹ ایک انگریز سر جان سکاٹ ہیوٹ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ ایس نے رکھی تھی۔ اور جسے انگریزی حکومت کی طرف سے چھ ہزار روپے سالانہ امداد ملتی تھی۔ (ماہنامہ الندوہ دسمبر ۱۹۰۸ء) اس کے سالانہ اجلاس منعقدہ اکتوبر ۱۹۰۲ء بمقام امرتسر پڑھے جانے والے ایک قصیدہ کا شعر سُنئے ؎

ہے رحیم و مہربان ہم پر ہماری گورنمنٹ
ظلِّ سُبحانی ہے سرتا سر ہماری گورنمنٹ

● دارالعلوم دیوبند — رسالہ "دیوبند کی سیر اور اس کی مختصر تاریخ" مطبوعہ یکم ستمبر ۱۹۱۷ء پرنٹنگ ورکس دہلی) میں لکھا ہے:۔

"ہر مومن مسلمان سے استدعا ہے کہ وہ گورنمنٹ عالیہ کے لئے جس کے عہدِ حکومت میں ہر فردِ بشر نہایت عیش و آرام سے اپنی زندگی بسر کر رہا ہے اور اس کو عطا کردہ آزادی کی بدولت اسلامی چمنستان سرسبز و بار آور ہے ضرور بالضرور دن اور رات اُٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے غرض ہر لمحہ اور ہر ساعت میں دُعا کریں ...... اے خدا تو ہمیشہ ہمیش کے لئے (انہیں) مسندِ حکومت پر حکمران و قائم رکھ۔"

● علامہ اقبال نے انگریز ملکہ کی وفات پر جو مرثیہ لکھا اس کا ایک شعر ملاحظہ فرمائیے ؎

اے ہند تیرے سر سے اُٹھا سایۂ خدا
برطانیہ تو آج گلے مل کے ہم سے رو

(کتاب یادگار دربار دہلی تاجپوشی ۱۹۱۱ء مؤلفہ منشی دین محمد ایڈیٹر میونسپل گزٹ لاہور صفحہ ۵)

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

ارشادِ نبوی
اِحفَظْ لِسَانَکَ
تُو اپنی زبان کی حفاظت کر
— (منجانب) —
یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

طالبانِ دُعا:
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶ میگو لین کلکتہ ۔ ۷۰۰۰۰۱

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹر:
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
PHONE: 04524 — 649.

مجلس عرفان

خدا تعالیٰ سے تعلق اور رابطہ کیلئے کسی مصنوعی ماحول یا جگہ کی ضرورت نہیں

• سیٹلائٹ کے ذریعہ ساری دنیا میں احمدیت کا پیغام پہنچ رہا ہے • خدا کے پیغام کو اب کوئی نہیں روک سکتا

(ناصر باغ، جرمنی میں دلچسپ مجلس سوال و جواب)

(جرمنی) ۲۸رمئی بروز ہفتہ ناصر باغ گروس گیراؤ میں دوپہر کے وقت جرمن اور دیگر اقوام سے تعلق رکھنے والے زیر تبلیغ افراد کے ساتھ ایک نہایت دلچسپ مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی جس میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے حاضرین کے سوالوں کے جواب دئے۔ حضور نے تمام سوالوں کے جواب انگریزی میں ارشاد فرمائے جن کا مختلف زبانوں میں رواں ترجمہ پیش کیا جاتا رہا۔

اس سوال کے جواب میں کہ کیا الہام الٰہی صرف چند منتخب لوگوں سے ہی خاص ہے یا ہر انسان الہام الٰہی کا مورد ہو سکتا ہے اور یہ کہ مسجد میں عبادت خاموشی سے کرنی چاہیئے تاکہ انسان خدا کی آواز کو سن سکے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ خیال کہ عبادت کے لئے مکمل خاموشی کا ہونا ضروری ہے تاکہ انسان خدا کی آواز سن سکے یہ خیال CULTISM سے نکلا ہے۔ اگر آپ اپنے اردگرد کے ماحول پر قدرتی مناظر پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ خدا کی مخلوق میں ہر چیز میں کچھ پیغامات ہیں۔ صرف آپ کے پاس وہ آنکھیں اور وہ کان چاہئیں جو ان پیغامات کو سنیں۔ حضور نے فرمایا اس کا ایک پہلو یہ ہے کہ اندرونی طور پر ہر انسان فطرت صحیحہ پر پیدا ہوا ہے اگر وہ اپنی فطرت کی آواز کو سنے تو وہ گمراہ نہیں ہو سکتا۔ خواہ آپ دنیا کے کسی خطہ میں ہوں، کسی قوم سے تعلق رکھتے ہوں اگر آپ اپنے صاف دل کی آواز سنیں تو وہ ایک ہی آواز ہے اس کا ایک ہی پیغام ہے۔ خدا تعالیٰ نے انسانی فطرت میں جو آواز رکھی ہے اسے سننے کے لئے کسی مصنوعی ماحول خاموش چیمبرز یا کم روشنی والے کمروں کا ہونا ضروری نہیں۔ حضور نے مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ مثلاً فطرت صحیحہ کہتی ہے کہ جھوٹ بولنا بری بات ہے مگر جب لوگ چوری کرتے ہیں، ڈاکے ڈالتے ہیں، جھوٹ بول کر سزا سے بچنے کے حیلے کرتے ہیں تو کیا وہ یہ آواز نہیں سنتے؟ وہ یہ آواز سنتے ہیں مگر اس آواز پر کان نہیں دھرتے اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ حضور نے فرمایا کہ آج بوزنین کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے سب لوگ جانتے ہیں کہ ان سے ظلم ہو رہا ہے۔ ان کی فطرت کی یہی آواز ہے کہ وہ مظلوم ہیں اور ان سے زیادتی ہو رہی ہے لیکن ایک طرف فطرت کی یہ آواز ہے اور دوسری آواز سیاستدانوں کی ہے جو ظلم کی آواز ہے۔ حضور نے فرمایا کہ خدا سے تعلق اور رابطہ کے لئے کسی مصنوعی ماحول یا جگہ کی ضرورت نہیں۔ ہر شخص مسلسل اپنے خالق اللہ سے COMMUNION میں ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ بندہ اس کی آواز سنے یا نہ سنے۔ حضور نے فرمایا کہ وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ فطرت کی آواز کو سنتے ہیں وہی اس بات کے اہل ہوتے ہیں کہ وہ دوسری آوازوں یعنی کشف، الہام، رویا صادقہ وغیرہ کے ذریعہ بھی خدا سے مکالمہ کا شرف پائیں۔ جو انسان روزمرہ کے معمولات میں خدا کی پیدا کردہ فطرت کی آواز کو سنتے ہیں وہی خدا کے الہام کی آواز کو سننے کے لئے چنے جاتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ سے تعلق اور رابطہ کے لئے کسی خاص قسم کی معین دعا کی ضرورت نہیں۔ عبادت الٰہی ہی خدا سے رابطہ کا ذریعہ ہے۔ صرف اسلامی طریق نماز کو اختیار کرنا لازمی نہیں بلکہ مسلمان ہونے سے پہلے اگر آپ ایمانداری اور خلوص کے ساتھ اپنے مذہب کے طریق عبادت کو گہرے غور، سنجیدگی اور صحیح نیت سے اختیار کریں گے تو خدا تک پہنچ جائیں گے۔ اگر آپ کی نیتیں صاف ہیں، اگر واقعی خدا سے دلی محبت ہے تو اس وقت راستہ اہمیت نہیں رکھتا آپ جس رستہ سے بھی خدا تک پہنچنے کی کوشش کریں گے خدا تعالیٰ خود آپ کی رہنمائی فرمائے گا۔ قرآن مجید نے اس مضمون کو اس طرح بیان فرمایا ہے کہ:۔ "والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا" یعنی وہ لوگ جو ہم تک پہنچنے کی کوشش کریں گے ہم انہیں اپنے رستوں کی طرف ہدایت دیں گے۔ خدا تک پہنچنے کے لئے خلوص محبت اور صحیح نیت کا ہونا ضروری ہے۔

تقدیر کے حوالے سے اس سوال کے جواب میں انسان مجبور ہے یا مختار حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ انسان مجبور بھی ہے اور مختار بھی۔ ہر انسان کا ایک دائرہ اختیار ہے جس میں وہ خود فیصلہ کرتا ہے اور ہر انسان اسی حد تک جوابدہ ہے" لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا" لیکن جہاں اس کی طاقت اور اختیار ختم ہوتا ہے وہاں وہ خدا کی تقدیر کے آگے مجبور ہو جاتا ہے۔

اس سوال کے جواب میں کہ حضرت امام مہدیؑ کی بعثت کا ایک مقصد دنیا میں امن قائم کرنا ہے لیکن اگر کوئی احمدیوں پر حملہ کرے تو کیا احمدی اس کا مقابلہ کریں گے؟ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جہاں تک مذہبی حکم کا تعلق ہے خواہ کوئی مسلمان ہو یا غیر مسلم اگر اس پر کوئی ناحق حملہ کیا جاتا ہے تو وہ اپنے دفاع کا حق رکھتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ اگر تم اپنی جائیداد کی حفاظت کرتے ہوئے مارے جاؤ تو شہید کہلاؤ گے یہ صرف مسلمانوں کا ہی حق نہیں بلکہ ہر انسان کا حق ہے اور وہ یہ حق استعمال کر سکتا ہے لیکن احمدیوں کا معاملہ اس عمومی مسئلہ سے مختلف ہے۔ ہمارا معاملہ لوگوں کے دل جیتنے کا ہے اگر ہر موقعہ پر اسی طرح یہ حق استعمال کیا جائے تو اس سے دشمنی بڑھے گی لیکن اگر خدا کی خاطر صبر سے کام لیا جائے تو جیسا کہ قرآن کریم میں ذکر ہے اکثر صورتوں میں صبر کرنا مقابلہ کرنے سے بہتر ہے۔ اور پھر صبر کرنے والوں کو خدا تعالیٰ کی محبت کی معیت نصیب ہوتی ہے۔ اور وہ خود ان کا محافظ ہوتا ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں لوگوں کے دل ان کی طرف پھیرے جاتے ہیں۔ حضور نے مثال کے طور پر ابتدائی عیسائیوں کا ذکر فرمایا جو شدید مظالم کا نشانہ بنائے گئے۔ ان کا حق تھا کہ وہ دشمنوں کا مقابلہ کرتے لیکن انہوں نے صبر دکھایا اور ایک لمبا عرصہ یہ مظالم برداشت کرتے رہے اور پھر وہ وقت بھی آیا کہ لوگوں کے دل ان کی طرف مائل ہوئے اور بڑی تیزی سے عیسائیت دنیا میں پھیلی

ایک عرب دوست کے سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ عرب حکومتیں جماعت کا لٹریچر اپنے ملک میں نہیں پہنچنے دیتیں جس کی وجہ سے اکثر عرب احمدیت سے متعلق یا تو بالکل بے علم ہیں یا کئی قسم کی غلط فہمیوں کا شکار ہیں لیکن اب سیٹلائٹ کے ذریعہ ساری دنیا میں احمدیت کا پیغام پہنچ رہا ہے اور کئی عرب ہمارے پروگرام دیکھتے ہیں۔ خدا کے پیغام کو اب کوئی روک نہیں سکتا

ایک صاحب نے سوال کیا کہ کیا یہ درست ہے کہ احمدیوں کو حج سے روکا گیا ہے؟ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پاکستان کی حکومت نے احمدیوں کو صرف حج سے ہی نہیں روکا بلکہ اب سعودیوں اور رابطہ عالم اسلامی کے ذریعہ یہ پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے کہ (۱) احمدیوں کو مسلم حکومتوں نے غیر مسلم قرار دیا ہے (۲) احمدیوں کا کلمہ شہادۃ کے اقرار سے روک دیا گیا ہے۔ (۳) احمدیوں کو مسجدیں بنانے سے روکا گیا ہے۔ (۴) احمدیوں کو اپنے آپ کو مسلمان کہتے اور مسلمانوں

کی طرح عبادت کرنے سے روکا گیا ہے۔ (۵) احمدیوں کو حج سے روکا گیا ہے اس لئے یہ سب باتیں اس امر کا قطعی ثبوت ہیں کہ احمدی مسلمان نہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر یہ سب اقدامات احمدیت کو جھوٹا ہونے پر گواہ ہیں تو آئیے دیکھیں کہ تاریخ میں اس سے پہلے کب اور کس کے متعلق ایسے اقدامات ہوئے۔ تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں یہ تمام اقدامات خود حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے خلاف اختیار کئے گئے تھے۔ انہیں کلمہ شہادۃ کے اقرار سے روکا گیا۔ انہیں اپنے آپ کو مسلمان کہنے کی اجازت نہیں تھی۔ انہیں مسجد بنانے اور نماز پڑھنے سے روکا گیا۔ حضور نے فرمایا کہ اگر یہ باتیں کسی کے غیر مسلم ہونے کا ثبوت ہیں تو پھر حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے متبعین کا مذہب کیا تھا؟ حقیقت یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے خلاف یہ سب اقدامات اس امر کا نہایت قوی ثبوت ہیں کہ جن سے یہ سلوک کیا جا رہا ہے وہی اصلی اور پکے مسلمان ہیں۔

مذہب اور سیاست کے باہمی تعلق کے بارہ میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مذہب کا دائرہ الگ ہے اور سیاست کا الگ لیکن کبھی کبھی یہ دونوں دائرے ایک دوسرے سے ملتے بھی ہیں۔ لیکن اس کے متعلق قرآن کریم میں ایک رہنما اصول بیان ہے۔ اور یہ حکم ہے کہ "انّ اللہ یامرکم ان تودوا الامانات الیٰ اھلھا" یعنی تم اپنے اعتماد؛ اپنے ووٹ، حکومت کے انتخاب کا اپنا حق صحیح استعمال کرو اور انہیں ذمہ داریاں سپرد کرو جو ان کے اہل ہیں۔ یہ اسلامی سیاست ہے اور اس کا دوسرا بنیادی اصول یہ ہے کہ جب حکومت بن جائے تو پھر ABSOLUTE JUSTICE کے ساتھ معاملات طے کیا کرو۔ "واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل" یہاں اللہ تعالیٰ نے "ان تحکموا بالشریعۃ" نہیں فرمایا بلکہ "ان تحکموا بالعدل" فرمایا ہے۔

دعائے مغفرت

افسوس! مکرمہ بلقیس بیگم صاحبہ بیوہ مکرم شیخ ابراہیم صاحب مرحوم درویش قادیان ۸ ستمبر کو اچانک بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔

اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔

مرحومہ نیک سیرت، خاموش طبع، صوم و صلوٰۃ کی پابند اور دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی تھیں۔ اگلے روز صبح ۱۰ بجے بہشتی مقبرہ میں بعد نماز جنازہ تدفین عمل میں آئی۔

مرحومہ کی مغفرت، بلندیٔ درجات اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔ ادارہ

جلسہ ہائے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

قادیان: جماعت احمدیہ قادیان نے جلسہ سیرۃ النبی ۲۱ اگست کو مسجد اقصیٰ میں صبح ساڑھے آٹھ بجے منعقد کیا جس کی صدارت مکرم سید تنویر احمد صاحب ناظم اعلیٰ تحریک جدید و ناظم وقف جدید نے کی۔ جلسہ میں مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم درویش مکرم مولوی محمد ایوب صاحب ساجد نائب ناظم وقف جدید اور مکرم مولوی قریشی محمد فضل اللہ صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ نے تقاریر کیں۔

سونگھڑہ: جماعت احمدیہ سونگھڑہ نے ۲۰ اگست کو مسجد احمدیہ کوسمی میں جلسہ منعقد کیا جس کی صدارت مکرم سید سیف الدین صاحب سیکرٹری رشتہ ناطہ نے کی۔ اور مکرم سیف الرحمٰن صاحب۔ مکرم قاضی نعیم احمد صاحب۔ مکرم سید انوار الدین صاحب مکرم سید منور احمد صاحب ظہیر نے تقریر کی۔

پینکال: جماعت احمدیہ پینکال کے تحت ۲۰ اگست کو مسجد احمدیہ میں جلسہ کیا گیا جس کی صدارت مکرم جمعہ خان صاحب نے کی اور مکرم محمد انصار الحق صاحب مکرم محمد سبحان صاحب مکرم غنی خان صاحب مکرم محمد نور الحق صاحب مکرم عمران صاحب مکرم اختر الحق صاحب مکرم شمس الحق خان صاحب معلم وقف جدید نے تقریر کی۔ نیز مختلف علمی و ذہنی پروگراموں پر عملی جامہ پہنانے کے علاوہ شیرینی تقسیم کی گئی۔ جلسہ رات گیارہ بجے ختم ہوا۔

دیودرگ: ۱۲ ربیع الاوّل کو بعد نماز ظہر مسجد احمدیہ میں لجنہ اماء اللہ کی طرف سے جلسہ کیا گیا جس کی صدارت مکرمہ خیر النساء بیگم صاحبہ نے کی۔ اور عزیزہ امۃ الودود بتول۔ مکرمہ عائشہ صدیقہ صاحبہ مکرمہ سیدہ فرح جمال صاحبہ (غیر از جماعت) مکرمہ شاہین بیگم صاحبہ مکرمہ منیرہ بیگم صاحبہ اور صدر اجلاس کے علاوہ مکرم احمد حسین صاحب مقامی معلم نے خطاب کیا۔

الانلور: ۲۰ اگست کو جماعت احمدیہ الانلور نے جلسہ سیرۃ النبی بعد نماز جمعہ منعقد کیا۔ جلسہ کی صدارت مکرم ایم بشیر احمد صاحب نے کی۔ صدارتی خطاب کے بعد کے قمر الدین صاحب۔ ایم نور الدین صاحب۔ سی محمد مانون صاحب۔ سی احمد صاحب نے تقاریر کی۔

لکھنؤ: جلسہ سیرۃ النبی کا انعقاد جماعت احمدیہ لکھنؤ کے زیر اہتمام ۲۱ اگست کو کیا گیا۔ جلسہ کی صدارت مکرم چوہدری محمد نسیم صاحب صدر جماعت احمدیہ نے کی اور مکرم سیٹھ بشیر احمد صاحب بھٹی۔ مکرم ڈاکٹر محمد اشفاق صاحب اور صدر اجلاس نے خطاب کیا۔ جلسہ کی خبر اخبار "قومی آواز" میں شائع ہوئی۔ غیر احمدی حضرات کثیر تعداد میں شریک ہوئے جملہ حاضرین کی چائے اور شیرینی سے ضیافت کی گئی۔ جلسہ کے اختتام پر ایک مجلس مذاکرہ منعقد ہوئی۔

جمشید پور: احمدیہ مشن ہاؤس جمشید پور میں ۲۲ اگست کو بعد نماز مغرب جلسہ منعقد ہوا جس کی صدارت مکرم سید رشید احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ نے کی۔ صدر جلسہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک طویل حدیث سنائی بعدہ مکرم سید آفتاب عالم صاحب قائد مجلس سید جاوید انور صاحب نائب صدر جماعت مکرم مولوی نسیم احمد صاحب طاہر مبلغ سلسلہ اور صدر جلسہ نے خطاب کیا۔

سونگھڑہ: لجنہ اماء اللہ سونگھڑہ کے زیر اہتمام ۲۰ اگست کو مکرمہ ذکیہ خاتون صاحبہ صدر لجنہ کوسمی جلسہ منعقد ہوا، جس میں مکرمہ امۃ القیوم نائمہ نے حدیث مع تشریح پیش کی۔ صدر اجلاس کے علاوہ مبشرہ خاتون صاحبہ خدیجہ خاتون صاحبہ خدیجہ خاتون صاحبہ امۃ القیوم نائمہ صاحبہ نے تقاریر کی۔

ناصر آباد: مجلس خدام الاحمدیہ ناصر آباد نے ۱۲ ربیع الاوّل کو جلسہ سیرۃ النبی زیر صدارت صدر جماعت منعقد کیا جلسہ سے قبل یکم ربیع الاوّل سے ہی مختلف پروگراموں پر عملی جامہ پہنایا گیا۔ جلسہ میں سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف پہلو بیان کئے گئے۔

مریاکتی: ۲۶ اگست کو جماعت احمدیہ مریاکتی نے بعد نماز مغرب زیر صدارت مکرم اے پی افتخار الدین صاحب سیکرٹری تبلیغ جلسہ منعقد کیا۔ صدر اجلاس کے علاوہ کے ایس محمد صاحب قائد مجلس۔ ٹی رانو صاحب۔ ٹی کنجید ماسٹر صاحب کے ایا مون ماسٹر صاحب اور کے قمر الدین صاحب نے تقاریر کی۔

یادگیر: ۲۱ اگست کو جماعت احمدیہ یادگیر کی طرف سے جلسہ سیرۃ النبی رات بقیہ ۹ بجے شاندار طریق پر منعقد کیا گیا۔ جلسہ کی صدارت مکرم سیٹھ محمد نعمت اللہ صاحب غوری امیر جماعت احمدیہ نے کی۔ جلسہ میں مکرم اسامہ احمد وکیل صاحب مکرم نور الحق صاحب قائد مجلس عزیز مولوی ظفر احمد صاحب گلبرگی۔ مکرم عبدالقادر صاحب شجیع۔ مکرم سیٹھ محمد ذکریا صاحب انو۔ اور مکرم مولوی نذر الاسلام صاحب مبلغ سلسلہ نے تقاریر کی۔ آخر پر صدر اجلاس نے خطاب فرمایا۔ دوران جلسہ شیرینی و چائے سے حاضرین کی ضیافت کی گئی۔ رات ساڑھے بارہ بجے جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

خوشخبری
۱۰۲ واں جلسہ سالانہ مبارک ہو!

مردوں کے لئے لاجواب نسخہ
زوجا ہم عشق
جو جسم میں چستی لانے اور کمزوری کو دور کرنے میں لاجواب ہے ۔ تتریہ ہے اور سوشیلد خانہ میں شہد بھی دستیاب ہے

اپھارہ، پیٹ درد، گیس، پیٹ پھولنے اور قبض کے مریضوں کے لئے
شکتی لال گولی

ایک بار خدمت کا موقع ضرور دیں!

پتہ: چھابڑہ فارمیسی ہرچوال روڈ - قادیان؛ ۲۵۱۶ * پنجاب (بھارت)

خطبہ جمعہ

دعاؤں اور عبادت کے نتیجہ میں وہ اخلاق والی قومیں پیدا ہوتی ہیں جو انبیاء سے اخلاق سیکھتی اور ایسے ہی رنگ اختیار کر جاتی ہیں۔

جماعت احمدیہ عالم اسلام میں ایک ہی جماعت ہے جو ایک ہاتھ پر اکٹھی ہے، جو ایک سو چالیس ممالک میں پھیلی ہوئی ہونے کے باوجود پھر بھی ایک جمیعت رکھتی ہے۔

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بتاریخ ۲۴ جون ۱۹۹۴ء مطابق ۲۴ احسان ۱۳۷۳ ہجری شمسی بمقام ٹورانٹو (کینیڈا)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم. الحمد لله رب العٰلمين. الرحمٰن الرحيم. مٰلك يوم الدين. إياك نعبد وإياك نستعين. اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين.﴾

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۖ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ۗ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ
(آل عمران : ۱۰۴)

یہ آیت کریمہ جس کی میں نے تلاوت کی ہے گذشتہ تین خطبات کا بھی عنوان بنی رہی ہے آج کا عنوان بھی یہی ہے اور آئندہ بھی شاید ایک دو خطبات میں یہی مضمون چلے۔ ان آیات کی روح یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے تمہیں آگ کے گڑھے پر جب تم کنارے پر پہنچ گئے تھے وہاں سے کھینچ کر اس سے بچالیا ہے اور اس بچانے کی علامت یہ بیان فرمائی ہے کہ تمہارے دل پھٹے ہوئے تھے تمہیں ایک ہاتھ پر ایک دل کی دھڑکن کی طرح اکٹھا کر دیا ہے اور "الف بین قلوبکم" اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے تمہارے دلوں میں آپس میں محبت کے رشتے باندھے ایک جان کر دیا۔ پس اس نعمت کو اب کبھی بھلانا نہ اور ہاتھ سے چھوڑنا نہ۔ اگر تمہارا آپس کا باہمی ربط محبت اور باہمی تعلق دوبارہ کسی وجہ سے منقطع ہو گیا اگر پھر آپس میں افتراق پیدا ہو گئے ایک دوسرے سے پرے ہٹنے لگے تو اس کا انجام وہی ہے جہاں سے تمہیں کھینچ کر واپس لایا گیا تھا یعنی بھڑکتی ہوئی آگ کا کنارہ۔ پس قوموں کے اتحاد کے بعد جب وہ افتراق اختیار کیا کرتی ہیں تو ان کا انجام وہی انجام ہے جہاں سے قرآن کریم نے بات کا آغاز فرمایا ہے تو اس پہلو سے یہ مضمون غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے اور میں حدیث اور سنت کے حوالے سے بیان کر رہا ہوں کہ باہمی محبت کو فروغ دینے والی کونسی باتیں ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی نعمت یعنی مجسم نعمت حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جب دنیا میں نازل ہوئے تو خدا تعالیٰ نے آپ کے ذریعے سے بکھرے ہوئے دلوں کو کیسے اکٹھا کیا تھا۔ وہ اخلاق حسنہ تھے جنہیں اخلاق مصطفوی کہا جا سکتا ہے۔ دعائیں اور عبادت ایک اپنا مقام رکھتی ہیں لیکن دعاؤں اور عبادت کے نتیجے میں وہ اخلاق والی قومیں پیدا ہوتی ہیں جو انبیاء سے اخلاق سیکھتی اور ویسے ہی رنگ اختیار کر جاتی ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم ان کا ذکر رسول سے الگ نہیں فرماتا بلکہ فرماتا ہے "محمد رسول اللہ والذین معہ" اور پھر سب صفات اکٹھی بیان فرماتا ہے۔ پس یہ وہ مضمون ہے جس پر میں حدیث اور سنت کے حوالے سے روشنی ڈال رہا ہوں تاکہ جو مدتوں کے انتظار کے بعد تیرہ صدیوں تک امت کے در بدر پھرنے اور متفرق ہوتے چلے جانے کے بعد پھر خدا نے آسمان سے وہ رابطہ اتارا جس سے ایک دفعہ پھر حبل اللہ پر ہمارا ہاتھ پڑ گیا اور حبل اللہ پر ہاتھ پڑے بغیر یعنی اللہ کی رسی کو تھامے بغیر متفرق اور منتشر قومیں اکٹھی نہیں ہوا کرتیں۔ پس اس نعمت کی قدر کرو اور کسی قیمت پر بھی حقیقت میں جان بھی جائے تو اس رسی کو ہاتھ سے جانے نہ دو اور جو بھی جماعت میں افتراق کی باتیں کرتا ہے یا اس کے رویئے سے دوریاں پیدا ہوتی ہیں وہ جان لے کہ وہ خدا کی اس تقدیر کے برعکس رخ اختیار کئے ہوئے ہے اور ایسے لوگوں سے ہمیشہ جماعت کو خطرہ درپیش رہے گا۔ یہ جو مضمون ہے یہ بہت وسیع اور بلند بھی ہے اور گہرا بھی۔ لیکن حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے تمام مشکل مضامین کو اپنی ذات میں آسان کر کے دکھا دیا۔ وہ بڑے بڑے اعلیٰ اخلاقی مراتب جن کے متعلق درس دینے والے فلاسفر درس دیتے رہے اور دیتے رہیں گے مگر سمجھا نہ سکے اور ان چیزوں کو اخلاق میں رائج نہ کر سکے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ان الجھے ہوئے مشکل مسائل کو چھوٹی چھوٹی سادہ پیاری دل لبھانے والی باتوں کی صورت میں بیان کیا اور اپنے کردار سے ان باتوں کو ایسا سمجھایا کہ وہ اخلاق آپ کے دیکھنے والوں کے دل پر نقش ہوئے۔ ان کے خون میں، رگ و پے میں سرایت کر گئے اور ساری زندگیاں ان کی ذات اور ان کے کردار میں جاری و ساری رہے۔ پھر انہوں نے وہی اخلاق آئندہ نسلوں میں منتقل کئے۔ یہ سلسلہ چلتا رہا یہاں تک کہ اس میں انقطاع بھی ہوئے پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان مجددین کو بھیجا جن کے ذریعے خاص الٰہی فضل کے نتیجے میں سنت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو پھر جاری فرمایا گیا۔ یہ سلسلہ اسی طرح ٹوٹتا اور پھر جڑتا ہوا تاریخ میں آگے بڑھتا رہا یہاں تک کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ آیا جب کہ "مسلماں را مسلماں باز کردن" کی تقدیر پوری ہوئی کہ خدا نے مسلمانوں کو دوبارہ مسلمان بنانے کا فیصلہ فرمالیا۔ یہ اس مضمون کا اختصار سے خاکہ ہے جو میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں اور یہی احمدیت کی سب سے بڑی صداقت کی دلیل ہے۔

اخلاق حسنہ کے پیدا کرنے کے لئے ایک اندرونی مربی کا بیدار ہونا لازم ہے۔ اس کے بغیر آپ کو حقیقی اخلاق نصیب نہیں ہو سکتے۔

جماعت احمدیہ عالم اسلام میں ایک ہی جماعت ہے جو ایک ہاتھ پر اکٹھی ہے۔ جماعت احمدیہ عالم اسلام میں ایک ہی جماعت ہے جو ایک سو چالیس ممالک میں پھیلی ہوئی ہونے کے باوجود پھر بھی ایک جمیعت رکھتی ہے، ایک مرکز رکھتی ہے۔ اور دور دور پھیلے ہوئے احمدیوں کے دل بھی آپس میں جڑے ہوئے ہیں۔ ایک تکلیف کسی احمدی کو خواہ پاکستان میں پہنچے، خواہ بنگلہ دیش میں، ہندوستان میں یا کسی اور ملک میں۔ اس تکلیف کی جب بھی خبر دنیا میں پھیلتی ہے جماعت احمدیہ خواہ دنیا کے کسی ملک سے تعلق رکھتی ہو یوں محسوس کرتی ہے کہ ہماری ہی تکلیف ہے اور عجیب اتفاق ہے، اتفاق تو نہیں یعنی خدا کی تقدیر کا ایک حصہ ہے کہ جیسے میں آپ کے لئے غمگین ہوتا ہوں جماعت میرے لئے غمگین ہوتی ہے کہ اس غم سے مجھے زیادہ تکلیف نہ پہنچے۔ اور ہر ایسے موقع پر مجھ سے تعزیت کا اظہار کیا جاتا ہے اور ایسی سادگی اور بھولے پن سے جیسے وہ اس بات پر مقرر کئے گئے ہیں کہ میری دلداری کریں۔ چنانچہ اسیران راہ مولا کے معاملے میں مسلسل، ہمیشہ دنیا کے کونے کونے سے لوگ مجھ سے ہمدردی کرتے رہے، فکر کا اظہار کرتے رہے۔ یہاں تک کہ مائیں بچوں کے حوالے سے لکھتی رہیں کہ جب آپ ان کا ذکر کرتے ہیں اور آپ کی آنکھوں میں نمی آ جاتی ہے تو ہمارے بچے بے چین ہو جاتے ہیں۔ ایک ماں نے لکھا کہ بچہ رو پڑا۔ اس نے رومال نکالا اور دوڑا دوڑا گیا، میرا ذکر کر کے کہ ان کے آنسو پونچھوں۔ اب یہ جو واقعہ ہے یہ اللہ کے اعجاز کے سوا ممکن نہیں ہے۔ اس مادہ پرست دنیا میں کوئی ہے تو دکھائے کہاں ایسی باتیں ہیں۔ یہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی کا اعجاز ہے اور اسی آیت کے حوالے سے میں اس اعجاز کا ذکر کر رہا ہوں۔

آنحضورؐ کو اللہ مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ تجھ میں طاقت نہیں تھی مگر مجھ میں طاقت تھی اور میں نے تیرے ذریعے یہ معجزہ دکھایا ہے۔ تیری ذات میں یہ طاقت نہیں تھی مگر خدا کے ساتھ جب تیری ذات ملحق ہو گئی اور خدا نے جب تجھ میں انفاس قدسی پھونکے تو اس کے نتیجے میں تو وہ نعمت بن گیا جس نعمت کے ذریعے تمام بکھرے ہوئے، ایک دوسرے سے کٹے ہوئے، ایک دوسرے کے دشمنوں کو ایک ہاتھ پر دوبارہ باندھنے کے انتظام ہوئے اور اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے اگر یہ نہ ہوتا تو یہ لوگ آگ میں جھونکے جانے کے لائق تھے۔ آگ کے کنارے تک پہنچے ہوئے تھے۔ وہاں سے خدا فرماتا ہے میں نے تمہیں کھینچ کر امن کی جگہ عطا کی۔ ایک دوسرے کی محبت میں باندھ دیا پس پھر ایسی حرکت نہ کرنا اگر ایسا کر دو گے تو آگ کے

سوا تمہارا کوئی انجام نہ ہوگا۔

اس مضمون کو جیسا کہ میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں خصوصیت سے اس زمانے میں بیان کرنے کی ضرورت اس لئے درپیش ہے کہ ہم اب کثرت کے ساتھ پھیل رہے ہیں اور آسمان پر یہ بات جو پہلے میں کہا کرتا تھا کہ لکھی گئی ہے اب وہ ابھر کر روشن تحریروں کی صورت میں سامنے آگئی ہے اور آسمان سے جن پھلوں کے وعدے دیئے گئے تھے وہ پھل ہم اپنے اوپر برستے دیکھ رہے ہیں کوئی سال ایسا نہیں گذر رہا جس میں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ تبلیغ کی رفتار نہ بڑھ رہی ہو اور نئی نئی قومیں داخل نہ ہو رہی ہوں۔ کوئی مہینہ ایسا نہیں گذرتا جس میں نئے نئے لوگوں کے آنے کی خوشخبری نہ ملتی ہو۔ کوئی دن ایسا نہیں گذرتا جب کہ کثرت کے ساتھ لوگ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا ذکر شکر کے ساتھ ادا کرتے ہوئے مجھے یہ اطلاعیں نہیں بھیجتے کہ ہم نے ایسے ایسے اعجاز دیکھے ہیں کہ ہماری روح تمام تر سجدہ ریز ہو چکی ہے۔ ایسے ایسے اعجاز دیکھے ہیں کہ ان کے لطف کو بیان کرنے کی ہمارے قلم میں طاقت نہیں۔ ہم لاعلم، نا تجربہ کار، محض اس وجہ سے میدان تبلیغ میں نکلے کہ آپ نے کہا تھا کہ آج اللہ تم سے یہی چاہتا ہے کہ تم میدان تبلیغ میں نکل کھڑے ہو۔ ہم نہتے لوگ، ہمارے پاس کوئی زاد راہ نہیں تھا۔ مگر اللہ نے آوازوں میں ایسی ایسی برکتیں ڈالیں کہ جہاں سے کوئی توقع نہیں تھی وہاں سے بھی خدا کے فضل سے لبیک لبیک کہتے ہوئے لوگ جوق در جوق احمدیت میں داخل ہونے لگے۔ پس یہ جو رونما ہونے والا معجزہ ہے یہ کسی ایک جگہ کا نہیں، کسی ایک ملک کا نہیں، کل عالم میں یہی ایک عجیب کیفیت ہے جو فضا میں پیدا ہو چکی ہے۔ اور اس کیفیت سے جماعت کے دل اس طرح نشے میں مخمور ہیں کہ تمام دنیا کے جماعت میں جو تبلیغ کا کام کر رہے ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ واقعتاً جیسے ہم مدہوش ہو چکے ہوں۔ اب انہوں نے ظاہری شراب کا مزہ تو نہیں چکھا مگر ان کی طرز کلام بتاتی ہے، ان کی تحریر بتا رہی ہوتی ہے کہ جو ان کو مزہ ہے وہ دنیا کے شراب پینے والوں کے تصور میں بھی نہیں آسکتا۔ بعض لوگ کہتے ہیں اب ہماری زندگی میں اور کوئی مزہ نہیں رہا بس یہ دل چاہتا ہے کہ ہمیشہ خدا کی راہ کی طرف لوگوں کو بلاتے رہیں اور آسمان سے گرتے ہوئے پھلوں کو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھیں، اپنے سینوں سے لگائیں، اپنی جھولیوں میں محفوظ کریں اور آئندہ پھر اسی کام پر روانہ ہو جائیں۔ بہت سے ایسے داعی الی اللہ [illegible] کرنے والے ہیں۔ میں نے روانہ ہونے کا جو لفظ بولا ہے تو ذہن میں افریقہ سے آئی ہوئی جس اطلاعات تھیں وہاں بڑی مشکلات ہیں سفروں میں۔ اور ایک مبلغ نے لکھا کہ بعض دفعہ بخار کی حالت میں بھی آگے بڑھنا پڑا۔ بعض دفعہ بیچ میں نالے ندیاں وغیرہ آئیں۔ اسی طرح ان سے پیدل گذرنا پڑا۔ کبھی کبھی پانی اوپر گذر جاتا تھا لیکن پھر نیچے بھی ہو جاتا تھا یعنی کہیں خطرات تھے کہیں انسان پایاب پانی سے گذرتا تھا۔ مگر ایک دھن سوار تھی کہ ہم نے جانا ہی جانا ہے بڑھنا ہی بڑھنا ہے۔ کیونکہ ندی پار سے یہ اطلاع ملی تھی کہ بعض لوگوں کو دلچسپی ہے۔ یعنی اس حالت میں ہم نے سفر کئے۔ بخار بھی آئے لیکن کوئی پرواہ نہیں کی اور پھر ایسے ایسے خطرات درپیش ہوئے کہ یوں لگتا تھا کہ خیریت سے ہمارا واپس جانا ممکن نہیں ہوگا۔ گویا ہر قدم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلطان نصیر عطا ہوتے رہے، حیرت انگیز مدد آسمان سے اترتی ہم نے دیکھی۔ ان جگہوں سے پھل ملے جہاں وہم و گمان بھی نہیں تھا جن لوگوں نے انکار کر دیا کہ ہمارے پاس نہ آؤ وہیں سے وہ لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے کہا ہم ساتھ کے گاؤں سے ہیں ہمارے پاس آؤ اور وہاں گئے اور وہ اللہ کے فضل کے ساتھ سارا کا سارا گاؤں احمدیت کو قبول کر گیا۔ تو یہ جو میں روانہ ہونے کی بات کر رہا ہوں۔ داعی الی اللہ بھی ایک قسم کی ہجرت کرتے ہیں وہ اپنی آرام گاہوں سے ہجرت کرتے ہیں اور مشکل مقامات کی طرف سفر کرتے ہیں اور ہر سفر پر اللہ کے انعام کو ایسا اپنے اوپر برستا دیکھتے ہیں کہ پھر اگلے سفر کی ہمت وہیں سے پاتے ہیں۔ وہیں سے آئندہ سفر کے ارادے باندھے جاتے ہیں۔ ورنہ دنیا میں تو یہ ہوتا ہے کہ اگر کوئی انسان سفر پر جائے اور مشکل درپیش ہو تو یہ توبہ کرتا ہوا واپس آتا ہے کہ آئندہ میری توبہ، آئندہ میں یہ سفر نہیں کروں گا مگر دعوت الی اللہ کا ایک عجیب نشہ ہے کہ ہر مشکل سفر کے بعد یہ ارادے باندھتا ہوا انسان لوٹتا ہے کہ میں پھر جب توفیق ملے گی پھر اس راہ پر آگے قدم بڑھاؤں گا۔ یہ وہ دور ہے جس میں داخل ہو رہے ہیں اس دور کے تقاضے یہ ہیں کہ ہم اپنی تمام اخلاقی خرابیوں کو دور کر کے اپنے اخلاق کو زینت دیں، اپنے سینوں کو سجائیں کیونکہ یہ روحانی مہمان ہمارے سینوں میں بٹھائے جانے کے لائق ہیں، ہم نے ان کو اپنے سینے سے لگانا ہے۔ اپنے کردار کے خانوں میں اتارنا ہے اور وہیں ان کی تربیت کرنی ہے۔ اگر ہمارے اخلاق بد ہوئے، اگر ہم ایک دوسرے سے دور ہٹنے شروع ہو گئے ہوں، جیسا کہ بعض دفعہ ہوا ہے، اگر ہم آپس میں ایک دوسرے کی محبت میں مضبوط رشتوں کے ساتھ نہیں باندھے گئے تو آنے والوں کو ہم کیسے مضبوط رشتوں میں باندھیں گے اور مضبوط رشتے کیا ہیں؟ یہ کوئی فرضی چیز نہیں ہے۔ یہ اخلاق کے رشتے ہیں۔ یہ بات ہے جو میں آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حوالے سے جماعت کو بار بار سمجھا رہا ہوں اور میں جانتا ہوں کہ ابھی اور سمجھانے کی ضرورت ہے۔ یہ کوئی فرضی مضامین کی تقریریں نہیں ہیں۔ امر واقعہ یہ ہے اس حقیقت کی دنیا میں اتر کے دیکھو، محبت کے رشتے اخلاق سے باندھے جاتے ہیں اگر اخلاق نہ ہوں تو ساری باتیں فرضی ہیں۔ وہ لوگ جن کے اخلاق گھر میں سنورے ہوئے نہیں، وہ لوگ جو اپنی بیویوں سے حسن سلوک سے پیش نہیں آتے، وہ لوگ جو اپنے بچوں سے حسن سلوک سے پیش نہیں آتے، وہ بیویاں جو اپنے خاوندوں سے حسن سلوک سے پیش نہیں آتیں، وہ لوگ جو اپنے ہمسایوں سے اپنے رشتے داروں سے حسن سلوک سے پیش نہیں آتے، وہ ساسیں جو اپنی بہوؤں کو اپنی بیٹیاں نہیں سمجھتیں، وہ نندیں اور وہ بھائی اور وہ بھابیاں وغیرہ وغیرہ۔ یہ سارے وہ عملی امتحان کے میدان ہیں جو ہمارے سامنے روز کھلتے ہیں روز ہم ان میدانوں میں اترتے ہیں اور نہیں سوچتے کہ کہاں کہاں ناکام رہے۔ پس دنیا کی زندگی کو عام روز مرہ کے درپیش آنے والے مسائل کی صورت میں دیکھیں تو یہ فلسفے کی اونچی اڑان کی باتیں نہیں رہتیں۔ یہ روز مرہ رونما ہونے والے گھر کے اور گلیوں کے عام واقعات بن جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اسی حوالے سے ہماری تربیتیں فرمائی ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے عام انسان کی اونچ سے اس کی پہنچ سے بالا مضامین بیان نہیں فرمائے۔ باوجود اس کے وہ مضامین جو بیان فرمائے وہ دنیا کے بڑے بڑے دانشوروں کی سوچ کی اونچ سے، ان کی پہنچ سے بالا تھے آج بھی بالا ہیں۔ وہ مضامین جو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے سادہ اور عام لفظوں میں اپنے کردار کے حوالے سے ہمیں سمجھا دیئے، آج دنیا کے بڑے بڑے دانشور، دانشور ہونے کے باوجود ان کی حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے، ان کی اہمیت کو نہیں جان سکتے۔ ان کو یہ بھی نہیں پتہ کہ انصاف کے قیام کے بغیر دنیا میں کوئی امن قائم نہیں ہو سکتا۔ انصاف کی بات کرتے ہیں تو یہ نہیں جانتے کہ وہ انصاف جو دوغلا معیار رکھتا ہو اپنوں کے لئے اور ہو، غیروں کے لئے اور ہو، وہ انصاف دنیا میں کوئی انقلاب برپا نہیں کر سکتا، کوئی امن دنیا کو نہیں بخش سکتا۔ اب یہ سادہ باتیں ہیں بظاہر ہر انسان کو سمجھنی چاہئیں لیکن علم ہونے کے باوجود سمجھ نہیں آتی۔ یہ فرق ہے جو میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کیسے سمجھ آتی ہیں اس کے لئے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سا عظیم کردار ہونا ضروری ہے۔ ایسا کردار جو باتیں کہے وہ خود اس کا ایسا پاک اور عظیم نمونہ بن جائے کہ ہر بات دل تک اترے اور رگ و ریشہ میں سرایت کر جائے۔ یہ وہ کام تھا جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے کر کے دکھایا۔ اور یہی وہ پاک نمونے ہیں جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دوبارہ جاری فرمایا اور آپ کے صحابہ کی صورت میں ہم نے ان پاک نمونوں کو قادیان کی گلیوں میں اور اس سے باہر، ربوہ میں اور اس سے باہر، ہر جگہ زندہ نمونوں کے طور پر چلتے پھرتے دیکھا۔ یہ پاک نمونے ہیں جو اب اس نسل میں منتقل ہونے لازم ہیں۔ اگر اس نسل میں یہ نمونے منتقل نہ ہوئے تو دنیا کے امن کی کوئی ضمانت نہیں۔ آنے والے جو آئیں گے وہ پھر آپ سے اعلیٰ کردار نہیں سیکھیں گے بلکہ بد اخلاقیاں سیکھیں گے۔ اور ایسے لوگ جو اعلیٰ اخلاق پر فائز نہیں ہوتے وہ دو طرح سے خطرات کے حامل ہوتے ہیں۔ ایک آنے والوں کے لئے وہ خطرہ بن جاتے ہیں دوسرے آنے والے ان کے لئے خطرہ بن جاتے ہیں۔ یعنی جو بد اخلاق لوگ ہیں وہ آنے والوں کی بد عملیاں سیکھتے ہیں اور ان کی بدیوں کی پیروی کرنے سے لذت پاتے ہیں۔ پس دونوں صورتوں میں لازم ہے کہ آپ سنت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ان آسان راہوں سے پائیں جن آسان راہوں سے میں آپ کے سامنے بیان کر رہا ہوں۔

آنحضورؐ کے اخلاق پر غور کریں، کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ سمجھانے کی ضرورت نہیں ہے کہ اسے اختیار کرو۔ آپ سنتے ہیں اور دل اچھلتا ہے اور اسے اپنانے کے لئے طبیعت بے قرار ہوتی ہے اور فطرت سے جس طرح ماں کے دودھ کے لئے بچہ اچھلتا ہے اور اس کے نتیجے میں ماؤں کا دودھ چھاتیوں میں آ جاتا ہے اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے فیض پانے کے لئے آپ کی فطرت پکارنے لگتی ہے اور آنحضورؐ کے فیض کا دودھ آپکی فطرت میں جاری ہونے لگتا ہے۔ یہ وہ آسان طریق ہے جس پر چل کر ایک عظیم انقلاب برپا کیا جا سکتا ہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے صحابہ نے جو باتیں سیکھیں یا باتیں پوچھیں، چھوٹی چھوٹی سادہ سادہ آسان باتیں ہیں۔ مگر ان سے اس لحاظ سے سرسری طور پر گذر نہ جایا کریں کہ یہ تو عام سی بات ہے یہ تو ہمیں بھی پتہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بظاہر آپ کو پتہ ہے لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا بیان اس سے گہرا ہے جتنا آپ سمجھتے ہیں۔ ٹھہر ٹھہر کر پیار اور محبت سے ان کو دیکھتے ہوئے، ان سے لطف اندوز ہوتے ہوئے، ان مضامین پر سے گذرا کریں تو پھر آپ کو حقیقت میں اپنی اعلیٰ اخلاقی تربیت کی توفیق عطا ہوگی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرمائیں گے جو کچھ لوگوں سے محبت رکھتا ہے لیکن ان سے عملی لحاظ سے نہیں ملا حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا۔ آدمی اس کے ساتھ ہوتا ہے جس سے اس کو محبت ہوتی ہے (صحیح بخاری۔ کتاب الادب)۔ اب یہ بات تو سن لی کہ "اس کے ساتھ ہوتا ہے"۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ بعض لکھنے والے یہ لکھتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ جس سے محبت ہے قیامت کے دن اس کے ساتھ ہی اٹھایا جائے گا لیکن یہ مضمون جو ہے وہ اس سے بہت زیادہ گہرا ہے اور بہت زیادہ پھیلا ہوا ہے۔ اس کا ایک حوالہ قرآن میں ہے، ایک حوالہ تاریخ اسلام میں ہے، ایک حوالہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے قول اور فعل کے یکساں ہونے میں ہے۔ ان تینوں پہلوؤں سے میں آپ کو سمجھاتا ہوں کہ اس حدیث سے آپ کو کیا پیغام ملنا چاہئے۔

سب سے پہلے تو قرآن کریم میں اس کا حوالہ یہ ہے "وآخرین منھم لما یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم" (سورۃ الجمعہ آیت ۴) کہ وہ آخرین بھی ہیں جو ابھی صحابہ سے نہیں مل سکے لیکن ہیں انہی میں سے "وھو العزیز الحکیم" اور اللہ اس بات پر قادر ہے اور اس بات کی طاقت رکھتا ہے اور حکمت رکھتا ہے کہ جب چاہے ایسا کر دکھائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم [illegible] کے مطالعہ میں بارہا یہ بات سامنے آئی ہے کہ بعض دفعہ ایک ایسے شخص [illegible] کا کوئی نام نہیں بتایا جاتا اور یوں معلوم ہوتا ہے وہ شخص اجنبی تھا [illegible] سے آیا ہے۔ بعض دفعہ جب اس شخص کے متعلق تحقیقات کی [illegible] پھر کیا نتیجہ نکلا تو معلوم ہوتا ہے وہ جبرئیل علیہ السلام تھے جو انسانی شکل میں متمثل ہو کر [illegible] سے سوال کیا کرتے تھے تاکہ اس جواب سے جو آپ دیں، صحابہ کی تربیت ہو سکے۔ پس اس حدیث کا بھی ویسا ہی رنگ ہے۔ عبداللہؓ بن مسعود کہتے ہیں ایک شخص آیا وہ مدینے کی سوسائٹی کا نہیں تھا، انجانا انسان تھا۔ ورنہ صحابہ ہر جگہ یہ کہتے ہیں فلاں شخص آیا اس نے یہ سوال کیا۔ وہ ایسا شخص ہے جس کو کوئی پہچانتا نہیں تھا وہ آیا ہے اور آتے ہی اس نے یہ سوال کیا ہے یا

رسول اللہ! اس شخص کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں جو ایسی قوم سے محبت رکھتا ہے جو ان سے نہیں ملی۔ اس میں ایک پیغام یہ ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ہے تو بہت سے صحابہ کے دل میں آپ سے ملنے کی تمنا پیدا ہوئی۔ یعنی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں وہ آخرین جن کا قرآن کریم میں ذکر ملتا ہے کہ **وہ ابھی صحابہ سے نہیں ملے اس زمانے میں ان** سے ملنے کی تمنا لازماً پیدا ہوئی ہے جس تمنا کا ذکر اس سوال میں کیا گیا ہے کہ یا رسول اللہ! ان لوگوں کا کیا حال ہے جو ان سے ملنا چاہتے ہیں ان سے محبت رکھتے ہیں جو ابھی نہیں ملے۔

پس تاریخ نے جو اولین کی ہو یا آخرین کی ہو قرآن کے حوالے سے ہمیں اس طرح **باندھ دیا** ہے کہ ہم الگ وجود نہیں رہے اور یہ خیال کر لینا کہ چودہ سو سال پہلے یا مسیح موعود علیہ السلام کے وقت کے حوالے سے، کہیں گے کہ تیرہ سو سال پہلے، صحابہ کے دل میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی محبت کے نتیجے میں ان سے بھی محبت پیدا ہوئی جن میں گویا محمد رسول اللہ نے دوبارہ ورود فرمانا تھا اور ان کا ذکر غائبانہ سنا تو دل میں یہ امنگیں بیدار ہونے لگیں، کروٹیں بدلنے لگیں کہ ہم دیکھیں تو سہی کہ وہ کون لوگ ہیں۔ کاش ہم دیکھ سکتے۔ یہ ویسا ہی مضمون ہے جیسے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی محبت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام بے چین ہو کر بعض دفعہ مسجد میں حضرت حسان بن ثابت کا یہ شعر پڑھتے تھے کہ

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِي فَعَمِيَ عَلَيْكَ النَّاظِرُ
مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ فَعَلَيْكَ كُنْتُ أُحَاذِرُ

پس یہ دو طرفہ محبت تھی۔ اس شعر کا مطلب یہ ہے، حضرت حسانؓ نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق یہ عرض کیا کہ اے میرے آقا۔ اے مرے محبوب! میری آنکھ کی پتلی تو تو تھا جس کے ذریعے میں دیکھا کرتا تھا۔ آج تو نہیں رہا تو میری آنکھ کی پتلی اندھی ہو گئی۔ مجھے دنیا دکھائی نہیں دیتی۔ "من شاء بعدک فلیمت" اب تیرے بعد جو چاہے مرتا پھرے، مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ مجھے تو تیری موت کا غم تھا۔ مسیح موعود علیہ السلام کو آپ سے ایسا عشق تھا کہ ایک دفعہ مسجد میں یہ شعر پڑھتے جاتے تھے اور زار زار روتے چلے جارہے تھے۔ ایک صحابی نے عرض کیا حضرت مسیح موعود کو مخاطب کرکے کہ اے آقا کیا بات ہے۔ یہ شعر پڑھ رہے ہیں اور اتنا رو کیوں رہے ہیں۔ انہوں نے کہا اتنا پیارا شعر حسان نے کہا ہے کہ میرے دل میں حسرت اٹھ رہی ہے کاش میں نے یہ شعر کہا ہوتا۔ یہ عشق ہے جو دو طرفہ عشق ہے اور قرآن اور احادیث گواہ ہیں کہ جس طرح آخرین کو اولین سے محبت ہوئی اسی طرح اولین کو بھی آخرین سے محبت ہو گئی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا وہ اکٹھے ہوں گے۔ کیونکہ جن کو جن سے محبت ہوتی ہے ان کو جدا نہیں رکھا جائے گا۔ پس مرتبوں میں بھی وہ اکٹھے کیے گئے۔ آئندہ کی دنیا میں بھی وہ اکٹھے کیے جائیں گے۔ یہ مضمون ہے جو یہ حدیث بیان فرما رہی ہے۔

پھر فرمایا "المرء مع من احب" یہاں تاریخ کے حوالے سے صحابہ کے دور کے حوالے سے ایک اور واقعہ ہے جو قابل غور ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے میں ایک ایسے انسان بھی تھے جن کو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے گہرا عشق تھا۔ مگر ان کی والدہ کی حالت ایسی تھی کہ انہیں چھوڑ کر حضور کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکتے تھے۔ حضرت اویس قرنی کی بات کر رہا ہوں۔ حضرت اویس قرنی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا زمانہ پایا۔ لیکن عملاً وہی حال تھا کہ "لما یلحقوا بھم" ملنے کی تمنا رکھتے رہے مگر مل نہ سکے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اللہ نے خبر دی کہ ایک تیرا عاشق ہے دور دراز علاقوں میں رہنے والا۔ وہ بے انتہا تجھ سے ملنے کی تمنا رکھتا ہے مگر اس کی خدمت کی وجہ سے اللہ کے اس فرمان کے نتیجے میں کہ ماں کی خدمت اہمیت رکھتی ہے۔ وہ تیرے پاس حاضر نہیں ہو سکتا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اویس قرنی کو سلام بھیجا اور تاریخ اسلام سے ثابت ہے کہ دو ہی وجود ہیں جنہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے سلام بھیجا ہے یعنی باہر دور رہنے والے جن سے ملاقات نہ ہو سکی۔ ایک اویس قرنی اور ایک امام مہدی۔ پس اس طرح تاریخ میں رشتے ملتے ہیں۔ اولین کے آخرین سے اس طرح تعلق باندھے جاتے ہیں یہ کوئی فرضی افسانوی مضمون نہیں ہے یہ گہری حقیقتیں ہیں۔ پس ایک وہ قرنی تھا جس نے زمانہ پایا اور پھر بھی مل نہ سکا۔ ایک وہ تھا جو قادیان میں پیدا ہوا جس نے ایسا عشق کیا کہ اس کی کوئی مثال امت محمدیہ میں دکھائی نہیں دیتی۔ اس کے دل پر بھی اللہ سے علم پاکر حضرت محمد رسول اللہ کی نظر پڑی اور فرمایا کہ اگر تمہیں برف کے تودوں پر سے گھٹنوں کے بل چل کر بھی وہاں پہنچنا پڑے تو مہدی تک پہنچنا اور میرا سلام کہنا۔ یہ عجیب واقعہ ہے۔ ایک عظیم واقعہ ہے۔ لیکن اولین کو آخرین سے ملانے والی بات ہے اس مضمون کو سمجھنا ضروری ہے۔

اور تیسرا سبق اس حدیث میں یہ ملتا ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا۔ "المرء مع من احب" اس کا مطلب صرف یہ نہیں ہے کہ مرتبے میں اکٹھے کئے جائیں گے۔ جس سے محبت ہے تم ضرور اس سے اکٹھے کئے جاؤ گے اگر کسی سے محبت ہو اور آپ اس کے لائق نہ ہوں تو اس کے ساتھ اکٹھے نہیں کئے جا سکتے۔ اکٹھے کئے جانے کا مطلب یہ ہے کہ جس سے محبت ہو انسان لازماً ویسا بننے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کی محبت کی صداقت اس کی اس کوشش میں مضمر ہے کہ وہ ویسا بن سکے۔ اور جو ایسا کرے گا جو ویسا بننے کی کوشش کرے گا اس کو ملایا جائے گا اور اس کو مرتبوں میں بھی ملایا جائے گا۔ اس کو قیامت کے دن بھی اکٹھا کیا جائے گا۔

پس آج آپ نے اگر وہی بننا ہے جس کا آخرین کے حوالے سے قرآن میں ذکر موجود ہے اگر آپ نے وہی بننا ہے جن کا اس حدیث میں ذکر ہے کہ ایک شخص آنحضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! وہ لوگ جو نہیں ملے کسی سے اور ابھی دور ہیں ان سے اگر کسی کو محبت ہو جائے، ان دیکھوں سے، تو اس کے متعلق کیا ارشاد ہے۔ فرمایا جس سے محبت ہو وہ ملایا جاتا ہے۔ اس کا مطلب صرف یہ نہیں ہے کہ لازماً خواہ کیسا ہی ہو ملا دیا جائے گا۔ سچی

اپنے اخلاق حسنہ کو روز مرہ کی زندگی میں سنواریں اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے جتنے حوالے میں نے پہلے دیئے ہیں انہیں پھر غور سے سنیں اور اپنے حالات پر ان کو چسپاں کرکے دیکھیں کہ کس حد تک آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے۔

محبت کی بات ہو رہی ہے اور سچی محبت میں ملنے کا ایک طریقہ ہم صورت ہونا ہے، ہم شکل ہونا ہے یعنی مزاج اور اخلاق میں ایک جیسا ہونا۔ پس فرمایا کہ اگر واقعتاً محبت ہے تو ان دونوں کے مزاج پھر ملنا شروع ہو جائیں گے۔ اگر آخرین کو اولین سے محبت ہے تو وہ اولین کی نقل اتاریں گے ویسا بننے کی کوشش کریں گے۔ پس جماعت احمدیہ کے لئے جہاں اس میں بڑی خوش خبریاں ہیں وہاں ذمہ داریاں بھی بہت ہیں اور ہم میں سے ہر ایک کو ہمیشہ آئینہ اپنے پیش نظر رکھنا چاہئے۔ جب کہا جاتا ہے کہ مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے تو عملاً سب سے بڑا آئینہ تو محمد رسول اللہ ہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ذات، آپؐ کے اخلاق حسنہ کو اپنے پیش نظر رکھیں تو اپنا چہرہ داغ داغ دکھائی دے گا۔ آئینے میں کوئی دوسرا وجود دکھائی نہیں دیا کرتا۔ محمد رسول اللہ کے آئینے میں دیکھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس آئینے کے حوالے سے اپنی خرابیاں سامنے آئیں گی اور جہاں کہیں ویسا حسن ملے گا اسے اور زیادہ نکھارنے کی تمنا پیدا ہوگی۔ پس یہ وہ طریق ہے جس کے ذریعے سے ہم اپنے اخلاق کو اخلاق حسنہ میں تبدیل کر سکتے ہیں اور اخلاق حسنہ کو ترقی دے کر مکارم الاخلاق میں تبدیل کر سکتے ہیں یعنی وہ اخلاق جن پر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا قدم تھا۔

پہلی حدیث صحیح بخاری کتاب الادب سے لی گئی تھی یہ دوسری حدیث صحیح بخاری کتاب الایمان سے لی گئی ہے۔ حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا تین باتیں ہیں جس میں وہ ہوں وہ ایمان کی حلاوت اور مٹھاس کو محسوس کرے گا۔ اول یہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول باقی تمام چیزوں سے اسے زیادہ محبوب ہو۔ دوسرے یہ کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر کسی سے محبت کرے اور تیسرے یہ کہ وہ اللہ کی مدد سے کفر سے نکل آنے کے بعد پھر کفر میں لوٹ جانے کو اتنا ناپسند کرے جتنا کہ وہ آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔ (بخاری کتاب الایمان باب حلاوۃ الایمان)

یہ وہی آگ ہے جس کا میں نے پہلے اس آیت کریمہ کے حوالے سے ذکر کیا ہے جو میں نے تلاوت کی ہے۔ اس آگ میں ڈالا جانا دراصل آپس میں ایک دوسرے کا دشمن ہونا، ایک دوسرے سے دلوں کا پھٹ جانا ہے اور اگر ایسا ہو تو آگ کے سوا اور کوئی انجام نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس ذکر سے پہلے آپس کی محبت کا ذکر فرمایا ہے۔ پس جو تفسیر میں اس آیت کی کر رہا تھا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی آسمانی تفسیر اسی کی تائید فرما رہی ہے اور اس کی تائید میں ان دو تین باتوں کو ملا کر ایک گہرا فلسفہ بیان فرما رہی ہے۔ تین نصیحتیں فرمائیں۔ ایمان کی حلاوت وہی محسوس کرے گا جس کے نزدیک اللہ اور اس کا رسول باقی سب رشتوں سے زیادہ پیارے ہوں۔ رشتوں کے تعلق میں یہ وہ نئے رشتے ہیں جو روحانی زندگی میں ایک امام کے ساتھ منسلک ہونے کے نتیجے میں نئے وجود میں آتے ہیں۔ انہیں رشتوں کو ہم "خلق آخر" کہہ سکتے ہیں۔ قرآن کریم نے نئی روحانی زندگی کا نام "خلق آخر" رکھا ہے۔ خلق اول کیا ہے؟ وہ عام روز مرہ کے رشتے جن میں ماں کو بیٹے سے محبت ہوتی ہے، بیٹے کو ماں سے، باپ کو بچوں سے، بچوں کو باپ سے وغیرہ وغیرہ۔ بہن بھائیوں کے تعلقات ہیں، یہ سارے وہ طبعی رشتے ہیں جن کو خلق اول کے رشتے کہا جاتا ہے۔

جب انسان حقیقت میں مومن بن جاتا ہے تو اسے ایک "خلق آخر" عطا ہوتی ہے قرآن کریم کے رو سے یہی اصطلاح ہے جو اس پر صادق آتی ہے۔ ایک نیا جنم لیتا ہے، ایک نئے وجود کو اختیار کر لیتا ہے۔ اس وجود کے بھی کچھ محبت کے قوانین ہیں اور وہ قوانین یہ ہیں کہ اللہ اور رسولؐ کی محبت ہر دوسری محبت پر غالب آجائے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی محبت کے مقابل پر جب بھی دنیا کی کوئی محبت ٹکرائے، اس کے سامنے کھڑی ہو، تو اس محبت کو جو دنیا کی محبت ہے، انسان ٹھکرا دے اور اللہ کی محبت کو اختیار کر لے اور رسول کی محبت کا بھی یہی حال ہو کیونکہ وہ محبت بھی اللہ کے حوالے سے ہے اور یہی سلسلہ آگے چلتا ہے۔ للٰہی محبت کا پھر یہی مطلب بن جاتا ہے کہ اگر کسی وجود سے اللہ کی خاطر پیار ہے تو اس کے مقابل پر دنیوی تعلق کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی، اس محبت کو لازماً اختیار کیا جاتا ہے۔

آنحضورؐ فرماتے ہیں "دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر کسی سے محبت کرے" تو دراصل پہلی بات ہی کا منطقی نتیجہ ہے جو آگے بڑھایا جا رہا ہے اللہ کی محبت سب محبتوں پر فوقیت رکھے اور اسی محبت کے نتیجے میں رسولؐ کی محبت ہر دوسری محبت پر فوقیت اختیار کر جائے اور پھر اسی حوالے سے اگلا قدم یہ ہو کہ سارے معاشرے میں ایک دوسرے سے تم اللہ کی خاطر محبت کرنے لگو اور جب اللہ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرو تو یہ محبت ہر دوسری محبت پر غالب آجائے۔

اس کے بعد فرمایا ہے "جو شخص کفر سے نکل آنے کے بعد دوبارہ اس میں جانے کو یہ سمجھے کہ گویا مجھے آگ کے گڑھے میں دھکیلا جا رہا ہے وہی ہے جو ایمان کی لذت کو پاتا ہے، پس ایمان کی تعریف وہ ہے جو پہلے گذر چکی ہے۔ کفر کی تعریف یہ ہے کہ جو ان تعلقات سے پرے ہٹ جاتا ہے اور یہی مضمون ہے جو اس آیت کریمہ میں بیان ہوا ہے جو میں نے آپ کے سامنے رکھی تھی کہ تم تو آگ کے کنارے پر کھڑے تھے۔ ہم نے تمہیں بچایا آپس کی محبت میں باندھ کر، ایک دل بنا کر، ایک جان کرنے کے بعد، دوبارہ اس کا تصور بھی نہ کرنا کہ پھر تم ایک دوسرے سے لڑ پڑو۔

اب آپ سوچئے کہ روز مرہ کی زندگی میں کتنے ہیں جو بات بات پر بھڑکتے ہیں۔ بات بات پر اپنے بھائی کو نیچا دکھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ کتنے ہیں جو اپنے قریبی رشتوں کے باوجود ان کا حق بھی ادا نہیں کر سکتے کجا یہ کہ وہ روحانی رشتوں کے حق ادا کریں۔ پس دراصل پہلی منزل پر نہیں بلکہ بنیاد میں ہوگی۔ بنیادیں اگر درست نہیں تو پہلی منزل بھی درست تعمیر نہیں ہو سکتی اور اخلاق کی بنیاد روز مرہ کے خونی رشتوں میں ہے، وہ اخلاق درست ہوں تو پھر خلق آخر کی تعمیر شروع ہوتی ہے جو بعد کی آنے والی منازل ہیں۔ کہ بالآخر اللہ کا ساتھی بنا دیتی ہیں، اللہ کا

دوست بنا دیتی ہیں۔ وہاں تک پہنچاتی ہیں جہاں خدا کی محبت کے بعد اور کوئی محبت قابل ذکر باقی نہیں رہتی۔

پس یہ کہہ دینا تو آسان ہے کہ ہم اللہ کی خاطر کسی سے محبت کرتے ہیں لیکن اگر دنیا کی خاطر بھی محبت نہیں کرسکتے تو اللہ کی خاطر کیسے کریں گے۔ اگر بھائی بہنوں کا حق ادا نہیں کر رہے۔ ماں باپ مرتے ہیں تو بہنوں کے حق مار کر بیٹھ جاتے ہیں۔ وراثت میں ان کو شریک کرنے کی ہمت نہیں پاتے۔ اگر قریبی رشتہ دار ایک دوسرے سے بڑھ کر حق ادا کرنے کی بجائے ان کے اپنے حق چھیننے میں کوشاں رہتے ہیں۔ اگر ایک آدمی دوسرے شریک کے مال پر نظر رکھتا ہے۔ جب تک آمدنیں زیادہ ہوتی رہیں خاموشی کے ساتھ گذارے چلتے رہیں۔ جہاں ابتلاء آیا جہاں نقصان کا خطرہ ہوا وہاں شریک نے کوشش کی کہ جتنا سمیٹ سکتا ہوں میں سمیٹ لوں اور اس سے الگ ہو جاؤں۔ جہاں یہ حالات دکھائی دیں وہاں اللہ کی محبت کی باتیں کرنے کا حق ہی کوئی نہیں۔ یہ بہت دور کی باتیں ہیں۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسے زمین پر چلنا نہیں آیا اور آسمان پر چھلانگیں لگانے کے خواب دیکھ رہے ہوں۔ پس یہ وہ روزمرہ کی سادہ باتیں ہیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہمیں اپنے عمل سے سکھائی ہیں۔ ایسے عظیم کردار کا نمونہ دکھایا ہے جو زمین کے ساتھ بھی جڑا ہوا تھا لیکن آسمان سے بھی باتیں کر رہا تھا "فکان قاب قوسین" (النجم: ۱۰) آپ بلند ہوئے تو خدا تک جا پہنچے۔ اتنا قریب ہوئے کہ اس سے پہلے کبھی کسی مخلوق کو یہ توفیق نہ ملی تھی نہ آئندہ کبھی ملے گی لیکن پھر دنیا پر پھر جھک آئے اور اس طرح بنی نوع انسان اور خدا کے درمیان وسیلہ بن گئے جس کا قرآن کریم میں ذکر ملتا ہے۔ پس بلندی کی باتیں تو ہوں گی لیکن پہلے زمین کے تقاضے تو پورے کرلو۔ روزمرہ کے اخلاق درست کئے بغیر تم اس بات کا حق نہیں رکھتے کہ خلق آخر کی باتیں کرو۔ اور تم ابھی خلق آخر کے میدان میں داخل کئے جا چکے ہو کیونکہ وہ عظیم الشان قومیں جو بڑے ولولوں کے ساتھ بڑی امیدیں لئے تمہاری طرف بڑھ رہی ہیں تمہارے دامن میں پناہ چاہتی ہیں۔ جن کو دنیا میں اور کہیں امن نصیب نہیں ہوا لیکن جانتی ہیں کہ اگر امن ہے تو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام میں ہے اور آپکے دامن میں پناہ لینے سے امن ملتا ہے وہ آپ کی طرف دوڑی چلی آرہی ہیں۔ پس آپ فکر کریں اور گھبرا کر اپنے گردوپیش کا جائزہ لیں اور جاگنے کی کوشش کریں۔ بڑی مصیبت یہ ہے کہ لوگ جاگتے نہیں ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس مضمون کو بار بار فرمایا ہے اور بچپن میں بھی اس کا کچھ لطف آتا تھا مگر اب جوں جوں تجربہ بڑھ رہا ہے میں اسکی حقیقت کو سمجھتا جا رہا ہوں اور جانتا ہوں کہ آپ کا یہ کلام محض لطف کی بات نہیں ہے بلکہ آپ کی گہری پریشانی اور لمبے تجربہ کا مظہر ہے

"وہ نہیں جاگتے سو بار جگایا ہم نے"

اس قدر بے چین کرنے والا فقرہ ہے اس قدر مسیح موعود کو بے قراری لگی ہوئی تھی کہ میں کس طرح جھنجھوڑوں اور طبیعتوں کو بیدار کروں اور بتاؤں کہ تم آج بھی سوئے پڑے ہو، کیوں نہیں اٹھتے؟ کیوں میری باتیں نہیں سنتے؟ آج وہ وقت آگیا ہے کو جھنجھوڑ کر جماعت کو بیدار کیا جائے اور بتایا جائے کہ دیکھو اٹھو اپنے نفس کا خیال کرو، اپنے نگران بنو، اگر تم اپنے نگران نہ بنے تو کوئی باہر کی آواز تم نہیں سن سکو گے۔ اندر سے ایک مربی بیدار ہونا ضروری ہے اندر سے ایک نگران کا جاگ اٹھنا ضروری ہے۔ جب یہ نگران جاگ اٹھتا ہے تو اپنی ہوش میں رہتی بجائے یہ کہ انسان دوسروں میں کیڑے ڈالتا رہے۔ جب یہ نگران بیدار ہو جائے تو انکساری پیدا کرتا ہے۔ انسان بے چین ہو جاتا ہے دوسروں کی بدیوں کی بجائے ان کی خوبیوں پر نظر رکھ کر ان سے موازنہ کرتا ہے اور کہتا ہے مجھ سے وہ بھی اچھا ہے، مجھ سے وہ بھی اچھا ہے۔ یعنی جس بدبخت کا نگران سویا ہوا ہو وہ ہر دوسرے پر عیب جوئی کی نظر ڈالتا ہے اور دوسروں کے عیب تلاش کر کے ان کے پیچھے اپنی برائیاں چھپاتا رہتا ہے اس کو اسی میں ہی لطف آتا ہے کہ فلاں میں بھی یہ بدی ہے اور فلاں میں بھی یہ برائی ہے، فلاں میں یہ خرابی ہے اور میں ان سے اچھا ہوں۔ حالانکہ بسا اوقات اس میں بھی جھوٹ ہوتا ہے۔ جو برائیاں وہ دوسروں میں پیش کر رہا ہوتا ہے اس سے کہیں زیادہ اس کے اندر موجود ہوتی ہیں۔ پس اخلاق حسنہ کے پیدا کرنے سے پہلے ایک اندرونی مربی کا بیدار ہونا لازم ہے اس کے بغیر آپ کو کبھی اخلاق نصیب نہیں ہوسکتے اور سب سے اچھا سکھانے والا وہی ہے جو دل کے اندر پیدا ہوتا ہے اور دل سے جاگ اٹھتا ہے۔ اور وہ آواز ہے جو آپ قریب سے سنتے ہیں۔ اس آواز کو اگر آپ جھٹلائیں اور اس کا انکار کریں تو ممکن ہے کہ کریں، مگر دن بدن بے چینی بڑھتی رہے گی دن بدن اور زیادہ پشیمان ہوتے چلے جائیں گے یہاں تک کہ خدا کے حضور روئیں گے کہ اے خدا میری کیا حالت ہے۔ میں بدی کو جانتا ہوں، پہچانتا ہوں، پھر بھی کرتا ہوں۔ اور تیرے حضور ہی مسلسل اس سفر میں زندگی گذار رہا ہوں کہ جانتے ہوئے کہ میرا قدم غلط سمتوں میں اٹھ رہا ہے پھر بھی وہ قدم اٹھا رہا ہوں۔ یہ مربی بیدار ہونے کے بعد کی باتیں ہیں اس سے پہلے کی نہیں ہیں۔ پھر وہ نفس کی پکار وہ بے چینیاں، وہ بے قراریاں وہ شرمندگیاں خدا کے حضور جب آنسو بہاتی ہیں پھر تربیت کے سامان ہوتے ہیں۔ مگر بداخلاق انسان کو تو ان مضامین کا کوئی تصور بھی نہیں کہ یہ کیا چیزیں ہیں۔ نہ کبھی یہ ہجرتیں کیں، نہ یہ کبھی سفر اختیار کئے۔ اس لئے میں آپ کو بار بار ایک ہی بات کہتا چلا جا رہا ہوں۔ اس لئے نہیں کہ گویا میں بھول گیا ہوں کہ میں نے کل بھی آپ کو یہی بات کہی تھی یا پرسوں بھی یہی بات کہی تھی۔ میں اپنے لمبے تجربے سے اس بات پر گواہ بن گیا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بے قراری آج پھر ہمارے ہر دل کو بے چین کر دینی چاہئے اس بے قراری کو ہمیں اپنا لینا چاہئے، یہ مطلب ہے میرا۔ اور ہمارے ہر دل کو لگ جانی چاہئے۔ اس سے ہمارے اندر تربیت کے امکانات روشن ہوں گے اور اس کے نتیجے میں ہمارے

> آسمان سے جن پھلوں کے وعدے دیئے گئے تھے وہ پھل ہم اپنے اوپر برستے دیکھ رہے ہیں۔ کوئی سال ایسا نہیں گزر رہا جس میں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ تبلیغ کی رفتار نہ بڑھ رہی ہو اور نئی نئی قومیں داخل نہ ہو رہی ہوں۔

اندر کا سویا ہوا نفس بیدار ہوگا۔ اب آپ یہ خطبہ سنتے ہیں یا پہلے بھی سنتے رہے ہیں۔ اپنے گھروں میں جا کر وہی زندگی گذاریں جو پہلے تھی اور روزمرہ کی زندگی کو بیدار مغزی کے ساتھ نہ دیکھیں کہ ہم اپنے اندر کوئی پاک تبدیلی پیدا کر رہے ہیں کہ نہیں تو یہ ساری باتیں بے کار جائیں گی اور پھر مجھے دوبارہ وہی کہنا پڑے گا کہ

"وہ نہیں جاگتے سو بار جگایا ہم نے"

پس اخلاق حسنہ کی حفاظت کے لئے اپنے اندر ایک Consciousness ایک بیداری کا احساس پیدا کریں اور روزمرہ کے تعلقات سے یہ جائزہ لینا شروع کریں۔ اس کے لئے کوئی رپورٹ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ کسی بیرونی مبلغ یا مربی کا آپ کے پاس آکر آپ سے سوال جواب کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کا اپنا دل ہے۔ آپ کو پتہ ہے کہ آپ روزمرہ کی زندگی میں اپنے بھائیوں کے کتنے حق مارتے رہے ہیں اپنے عزیزوں کے کتنے حقوق ادا کرتے رہے ہیں یا ان سے غافل رہے ہیں یا چھوٹی سی بات پر غصے کے نتیجے میں آپ اپنی بیویوں پہ کس کس طریق سے بھڑکتے رہے ہیں یا کمزوروں پر ہاتھ اٹھانے میں جلدی کرتے رہے ہیں یا اپنے سے کمزور بھائی یا بہن پر تمسخر کرتے رہے ہیں اور اسے اپنے سے حقیر جانتے رہے ہیں۔ یہ سارے امور ایسے ہیں جو روزمرہ کی زندگی میں کسی باہر سے آئے ہوئے مربی کے سمجھائے بغیر ہر انسان جانتا ہے، جان سکتا ہے۔ "بل الانسان علی نفسہ بصیرۃ ۝ ولو القی معاذیرہ ۝ (القیامۃ: ۱۶،۱۵) ہر انسان اپنے نفس کو خوب اچھی طرح جاننے کی صلاحیت رکھتا ہے خواہ ہزار عذر پیش کرتا رہے۔ پس اپنے اخلاق حسنہ کو روزمرہ کی زندگی میں سنواریں اور آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اخلاق کے جتنے حوالے میں نے پہلے دیئے ہیں انہیں پھر غور سے سنیں، اور اپنے حالات پر ان کو چسپاں کر کے دیکھیں کہ کس حد تک آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے محبت ہے اور اس حوالے کے بغیر آپ کو حقیقت میں اس کی اہمیت سمجھ نہیں آئے گی۔ آنحضورؐ فرماتے ہیں تم اسی کے ساتھ ہو گے جس سے محبت ہے اور جس سے محبت ہے ویسا بننا ہوگا۔

پس اگر آپ نے دیکھنا ہے کہ آپ آنحضورؐ کے ساتھ اٹھائے جائیں گے کہ نہیں آپ ان لوگوں میں شمار ہوں گے کہ نہیں جن کے متعلق فرمایا "محمد رسول اللہ والذین معہ" محمد رسول اللہ اور وہ لوگ جو ان کے ساتھ ہیں جن کو اللہ نے فرمایا کہ ان کے ساتھ ہیں۔ تو پھر آپ اس محبت کی پہچان اس طرح کر سکتے ہیں اور اس کے سوا نہیں کر سکتے کہ کس حد تک آنحضورؐ کے اخلاق سے آپ کو محبت ہوگئی ہے۔ کسی شخص سے محبت کے ناک سے نفرت، اس کی آنکھوں سے نفرت، اس کی بھنوؤں سے نفرت، اس کے ہونٹوں سے نفرت، اس کے کلوں، اس کے جسم، اس کی کمر اس کی ٹانگوں سے نفرت، یہ کیسے ممکن ہے؟ پس ایک ایک عضو میں آپ کے پاس اپنی محبت کی صداقت کی پہچان موجود ہے۔ آنحضورؐ کی جس سیرت سے آپ ودہ ہیں اس سیرت سے آپ محبت نہیں کرتے اور اگر اس سیرت کے مضمون کو ساری زندگی پر پھیلا دیں اور کہیں بھی آپ کو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے مماثلت دکھائی نہ دے تو پھر یہ دعویٰ کرنے کا آپ کو کیا حق ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بڑی محبت کرتے ہیں بڑے درود بھیجتے ہیں۔ یہ جھوٹے فرضی قصے ہیں۔ محبت تو ایسی چیز نہیں جو پہچانی نہ جا سکے یہ تو زندگی میں روزمرہ کے کردار بن کر جاری ہو جاتی ہے۔ پس آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اخلاق آپ کی محبت کے حوالے سے سیکھیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا۔ حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جو میرے جلال کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں آج میں انہیں اپنے سائے میں جگہ دوں گا اور آج میرے سائے کے علاوہ اور کوئی سایہ نہیں۔ (مسند احمد بن حنبل الجزء۲۔ ص ۲۳۷)

اب آپ نے دیکھا کہ یہاں ایک لفظ کے فرق نے مضمون کو کتنا بدل دیا ہے۔ یہاں جمال کی خاطر محبت نہیں بلکہ جلال کی خاطر محبت ہے۔ جو اس وجہ سے محبت کرتے ہیں کہ اگر ہم نے اپنے بھائی سے محبت نہیں کی اور اس کے حق ادا نہیں کئے تو خدا کا جلال مجھے بھسم کر دے گا۔ یعنی صرف اللہ کی محبت کی خاطر محبت نہیں کرتے بلکہ اللہ کی ناراضگی کے خوف سے بھی محبت کرتے ہیں۔ اور بہت سے ایسے مواقع ہیں جہاں جمال سے زیادہ جلال ہے جو آپ کو سیدھے رستے پر ڈالا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا وہ کہاں ہیں جو میرے جلال کی خاطر محبت کرتے تھے۔ جمال کی خاطر محبت کرنے میں ہم آہنگی کا مضمون پایا جاتا ہے۔ عام طور پر جمال کی خاطر ایک دوسرے سے ملتے جلتے لوگ، ہم صفات لوگ، ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ مگر جلال کی خاطر محبت کا مضمون الگ ہے۔ جہاں آپ کے مزاج نہیں بھی ملتے جہاں طبعاً آپ کو الگ الگ ہونا چاہئے محض اللہ کے خوف سے، اس کے جلال کے ڈر سے آپ اگر اپنے ایسے بھائی سے پیار کرتے ہیں جس سے عام حالات میں دنیا والوں کو پیار نہیں ہوا کرتا۔ فرمایا خدا فرمائے گا کہاں ہیں وہ لوگ۔ آج میرے سائے کے سوا اور کوئی سایہ میسر نہیں اور میں ان کو سایہ دوں گا کیونکہ خدا کے جلال سے اگر کوئی انسان گھبرا کر کوئی نیکی اختیار کرتا ہے تو اسی جلال کا تقاضا یہ ہے کہ جب کوئی سایہ اس کے جلال سے اور میسر نہ ہو تو اللہ اپنا سایہ ایسے بندوں کے سر پر فرمائے۔

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ کے پاس ایسا بندہ لایا جائے گا جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا تم نے دنیا میں کیا عمل کیا اور لوگ اللہ تعالیٰ سے کوئی بات چھپا نہیں سکیں گے"

مراد یہ ہے کہ وہ وقت ایسا ہوگا جبکہ کوئی کسی سے کوئی بات چھپا نہیں سکتا اور خدا سے تو ناممکن ہے کہ حشر کے میدان میں کوئی انسان چھپا سکے اس د... [illegible] اللہ تعالیٰ یہ فرمائے گا تم نے دنیا

میں کیا عمل کیا؟

"وہ جواب دے گا اے میرے رب تُو نے مجھے مال دیا۔ میں لوگوں سے خرید و فروخت اور لین دین کرتا۔ درگذر کرنا اور نرم سلوک کرنا میری عادت تھی۔ خوشحال اور صاحب استطاعت سے بھی آسانی اور سہولت کا رویہ اختیار کیا کرتا تھا اور تنگ دست کو بھی سہولت ادا کرنے کی مہلت دیتا تھا۔"

یہ وہ ایک کردار ہے جو بعض دفعہ آپ کو دنیا میں دکھائی دیتا ہے کہ جب وہ لین دین کرتے ہیں تو اپنی فکر نہیں ہوتی اپنے سے زیادہ دوسرے کی فکر کرتے ہیں اور اعلیٰ اخلاق کے پیچھے ہیں ایسا ہونا ایک طبعی امر ہے جب سودا کرتے ہیں تو خیال کرتے ہیں کہ اس کو بھی تو کچھ فائدہ پہنچے سارا میں ہی کیوں اٹھاؤں کوئی نقص ہے؟ کسی چیز میں تو کھول کے بیان کرتے ہیں اس خیال سے کہ میری وجہ سے کسی بھائی کو نقصان نہ پہنچ جائے کوئی غریب ہو تو اس کو سہولت دے دیتے ہیں کہہ دیتے ہیں کہ اچھا اگر واپس کر سکتے ہو تو کر دو نہیں تو نہ سہی۔ میں چھوڑتا ہوں گھبرانے کی بات نہیں ایسے شخص کا ایک ذکر آنحضورؐ فرما رہے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ اسے اٹھائے گا اور پوچھے گا کہ تم کیا کرتے تھے جب وہ یہ جواب دے گا۔

"تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا مجھے اس بات کا زیادہ حق پہنچتا ہے کہ درگذر سے کام لوں اور اپنے اس بندے سے شفقت کا سلوک کروں"۔

یہ عجیب بات ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو خدا کے بندے خدا کے بندوں سے حسن سلوک کرتے ہیں ان کا کوئی حسن سلوک ضائع نہیں جاتا بلکہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن یہ فرمائے گا کہ میرا زیادہ حق ہے حسن سلوک کرنا۔ اگر میرے بندے نے دوسروں سے حسن سلوک کیا ہے تو آج میں حقدار ہوں کہ میں اس سے بہت بڑھ کر اس سے حسن سلوک کروں۔ عقبہ بن عامر اور ابو مسعود انصاری کہتے ہیں کہ ہم نے بھی یہی بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی زبان مبارک سے انہی الفاظ میں سنی۔
(مسلم کتاب البیوع باب فضل انظار المعسر)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے (یہ بھی صحیح بخاری سے لی گئی ہے اور اس سے پہلی جو تھی وہ مسند احمد بن حنبل سے تھی) کہ آپؐ نے فرمایا۔ "بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ تجسس نہ کرو۔ دوسرے کے عیب کی ٹوہ میں نہ لگے رہو ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو کوئی شخص اپنے بھائی کے پیغام پر پیغام نہ دے یہاں تک کہ یا تو وہ اس سے نکاح کر لے یا وہ بات ختم ہو جائے"۔

یہ چھوٹی چھوٹی ایسی نصیحتیں ہیں جو بعض منفی پہلوؤں سے تعلق رکھتی ہیں۔ جن کے ہوتے ہوئے محبت قائم نہیں رہ سکتی۔ اگر یہ مزاج ہوں تو یہ محبت کو کھا جاتے ہیں پس جہاں آپ محبت کی کوشش کریں وہاں اس بات پر نظر رکھیں کہ بعض ایسے اخلاق ہیں جو دوسرے اخلاق کو کھا جاتے ہیں اور بیک وقت دونوں قائم نہیں رہ سکتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں مثبت تعلیمات فرمائیں وہاں محبت کو کھا جانے والے زہروں کا بھی ذکر فرمایا کہ ان سے پرہیز رکھنا ورنہ تمہاری نیکیاں ضائع ہو جائیں گی اور یا تو محبت کرنے کے اہل ہی نہیں ہو گے یا محبت بنی بنائی بگڑ سکتی ہے۔

اس میں پہلی بات ہے کہ "بدگمانی سے بچو بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے"۔ اور بہت سے خاندانوں میں جن کے اختلافات کے واقعات مجھ تک پہنچتے ہیں ان میں میں نے دیکھا ہے کہ بدگمانی ایک بہت ہی بھیانک کردار ادا کرنے والی چیز ہے۔ بعض خاوند اپنی بیوی پر اتنے بدگمان ہوتے ہیں وہ اگر کسی عزیز رشتہ دار سے ہنس کر بات کر لے تو اس پر الزامات کی بوچھاڑ شروع ہو جاتی ہے کہ تم ہو ہی بدکردار پتہ نہیں تم نے کس نظر سے اس کو دیکھا۔ کوئی بچی بے چاری بے تکلفی سے اس گھر میں کھڑی ہے کھڑکی کے پاس' خاوند آ گیا کہ اچھا تم کسی کو دکھانے کے لئے کھڑی تھی۔ میں یہ وہ باتیں کہہ رہا ہوں جو مجھ تک پہنچتی رہتی ہیں اور بہت سی ایسی باتیں ہیں جو تحقیق کے بعد میں بتا رہا ہوں۔ نام نہیں لیتا لیکن ایسے عجیب و غریب واقعات بھی سامنے آتے رہتے ہیں بعض عورتوں کی زندگیاں اجیرن ہو جاتی ہیں۔ صرف خاوند ہی نہیں ساس بھی بدگمانیوں میں پڑی ہوتی ہے۔ نندیں بھی دوڑ دوڑ کر بھائی کو شکایتیں کرتی ہیں کہ تمہاری جو بیوی ہے جب تم جاتے ہو تو پھر یہ یہ کرتی ہے اور سارا گھر اس کے لئے ایک عذاب کا موجب بن جاتا ہے۔ ایسی بعض عورتیں ہیں وہ سل کی مریض ہو جاتی ہیں۔ بعض کینسر میں ماری جاتی ہیں' عمر بھر گھلتی رہتی ہیں اور یہ لوگ' یہ خاندان' یہ نہیں سوچتے کہ ان کی بجائے اگر کسی اور گھر میں جائیں ان سے یہ سلوک ہو تو پھر ان کو کیسا لگے گا! ایسے زہریلے اخلاق ہیں کہ جن کے ہوتے ہوئے اخروی محبت یعنی حیات آخرت کی محبت کا تو سوال ہی نہیں۔ دنیا کے عام انسانی تعلقات کی محبتیں بھی ایسے لوگوں کو نصیب نہیں ہو سکتیں۔ یہ گھر اجاڑنے والی باتیں ہیں۔ مگر اس کے علاوہ معاشرہ میں بعض لوگ ویسے ہی ہیں جو ہر وقت دوسرے کے تجسس میں رہتے ہیں۔ وہ آیا۔ وہ گیا۔ اس نے کیوں ایسا کیا۔ اس نے کسی کو کس نظر سے دیکھا؟ ایسی بے وقوفی ہے اور بداخلاقی ہے۔ اپنا حال پتہ کوئی نہیں کہ کس حال میں رہ رہے ہیں ہر وقت دوسروں کی ٹوہ میں لگے رہتے ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ارشاد کے مطابق جو نتیجے نکالتے ہو وہ جھوٹ ہوتے ہیں۔ یہ جو آنحضورؐ نے نتیجہ نکالا ہے کہ تمہارے نکالے ہوئے نتیجے جھوٹ ہوتے ہیں میں نے اس پر غور کر کے دیکھا ہے نفسیاتی لحاظ سے اس کے سوا کوئی نتیجہ نکل نہیں سکتا۔ وہ یہ ہے کہ تجسس کرنے والے اور ہر وقت عیب تلاش کرنے والے عموماً نفرت کی نظر سے دیکھ رہے ہوتے ہیں اور جو نفرت کی نظر سے دیکھتا ہے وہ ہمیشہ عیوب کو بڑھا کر دیکھتا ہے اور لازم ہے کہ غلط نتیجے نکالے۔ محبت کی آنکھ تو حیادار ہوا کرتی ہے۔ وہ تو اپنے محبوب کی کمزوری دیکھ بھی لے تو آنکھیں اور منہ ادھر کر لیتی ہے اور محبت کی آنکھ سے دوسروں کو دیکھنے والوں سے اللہ تعالیٰ بھی اسی طرح عفو کا سلوک فرماتا ہے۔ جب وہ خود کمزوریوں میں مبتلا ہوتے ہیں تو خدا کی آنکھ گویا انہیں نہیں دیکھ رہی اور قرآن کریم میں جو بار بار عفو کا مضمون دکھائی دیتا ہے اس کا یہی مطلب ہے کہ ان بندوں سے عفو فرماتا ہے جو دوسروں سے عفو فرماتے ہیں لیکن ان کا یہ حال ہو کہ ایسی دل میں نفرتیں ہیں دوسروں کے لئے کہ ہر وقت ان کی برائی کی ٹوہ میں لگے رہیں تو ان کا نتیجہ لازماً جھوٹ ہوتا ہے اور اسی لئے قرآن کریم فرماتا ہے کہ بدظنی سے بچو۔ اِجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (الحجرات: ۱۳)
وہ اثم والا جو ظن ہے وہ بدظنی کے نتیجے میں پیدا ہونے والا جھوٹ ہے فرمایا جب تم جھوٹ تک پہنچو گے اور جھوٹے نتیجے نکالو گے تو خدا کے نزدیک پکڑے جاؤ گے اور گناہ میں مبتلا ہو گے۔

پس محبتوں کو زائل کرنے والی اور برباد کر دینے والی ایک عادت ہے جو نظام پر بھی اپنا اثر دکھاتی ہے بسا اوقات جب جماعتوں میں اختلاف پیدا ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ لڑائیاں ہو جاتی ہیں میں جب تحقیق کرواتا ہوں تو پتہ چلتا ہے کہ فلاں نے فلاں کام اس لئے کیا تھا کہ اس کے کسی دوست کو زیادہ ووٹ مل جائیں۔ ایسی جاہلانہ باتیں ایسے پاگلوں والے قصے۔ گھر بیٹھا کوئی پاگل اپنے دماغ میں ایسی باتیں سوچتا رہتا ہے اور پھر نظام سے ناراض ہوا ہوا دور بیٹھا ہوا کہ ہم کبھی پھر مقابل پہ یوں کریں گے حالانکہ جب تحقیق کی جاتی ہے تو اصل آدمی کے فرشتوں کو بھی نہیں پتہ کہ کیا ہو رہا ہے۔ وہ

اپنا ساد گی سے معصوم طریق پر ذمہ داریوں کو ادا کر رہا ہے۔ ایک بےشمار بدظنیوں کی کس گھولتا چلا جا رہا ہے۔ ایسے لوگ تو افعی مزاج بن جاتے ہیں۔ سانپ بھی اسی طرح کس گھولتا رہتا ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے جہاں محبتوں کی تعلیم دی وہاں محبتوں کو ہلاک کر دینے والی خصلتوں کی بھی نشاندہی فرمائی ہے۔ فرمایا اوّل یہ ہے کہ بدظنی سے بچو اگر تم بدظنی میں مبتلا ہوئے تو نہ تمہارے گھر کے رشتے قائم رہ سکتے ہیں، نہ تمہاری سوسائٹی کے رشتے قائم رہ سکتے ہیں۔ اگر کسی میں نقص ہے تو خدا پر چھوڑو۔ کیا ضرورت ہے اس کی تلاش کرو اور پھر بغیر گواہی کے بغیر دیکھے اندازہ لگا لینا اور اس پر اپنا مزاج بگاڑ لینا اور کسی معصوم کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنانا بہت بڑا گناہ ہے۔

فرمایا۔ "ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو"۔ بدظنی کی عادت بغض کو چاہتی ہے بغض کے نتیجے میں بدظنیاں پیدا ہوتی ہیں اور بدظنی کے نتیجے میں لازماً بغض بڑھتے ہیں اور ایک اور چیز بیان فرمائی جس کا بظاہر اس سے تعلق نہیں ہے وہ یہ ہے کہ "تم اپنے بھائی کے پیغام پر پیغام نہ دیا کرو"۔ دراصل فطرت کی جو کجی بیان ہو رہی ہے اس کا اسی سے تعلق ہے۔ ایک انسان جب کسی اچھے رشتے کے متعلق پتہ کرتا ہے کہ کسی اور نے پیغام دے دیا ہے تو بعض لوگ دوڑتے ہیں اور کسی اور ذریعے سے وہ پیغام بھیج دیتے ہیں تاکہ وہ اچھا رشتہ اس کو نہ ملے اور ان کو مل جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن کو جو اخلاق سکھائے ہیں یا اپنے غلاموں کو جو اخلاق سکھائے ہیں ان میں یہ بات بھی داخل فرمائی ہے کہ اس کے پیچھے بھی دراصل مخفی بغض ہے ورنہ اگر تمہیں اپنے بھائی سے پیار اور محبت ہو تو وہ اچھی چیز جس کو تم اچھا سمجھتے ہو اس کو وہ ہاتھ آ جائے تو تمہیں کیا تکلیف ہے اور پہلے پھر اس کو خیال آیا ہے تمہیں تو نہیں پہلے خیال آیا۔ اس لئے اب صبر کرو اگر تم نے دیر کی ہے رشتہ دینے میں تو تم ذمہ دار ہو اپنے بھائی کے رشتے میں دخل اندازی نہ کرو اگر یہ طریق چلے تو ہر وہ بچی جس کا رشتہ گھر میں آتا ہے تو اس کے ماں باپ یکسوئی سے اس شخص کو پیشِ نظر رکھ کر فیصلے کر سکتے ہیں اگر یہ انتظار کریں کہ اور رشتے آئیں پھر ہم موازنہ کریں پھر اور رشتے آئیں پھر ہم موازنہ کریں تو یہ تو نیلامی لگ جائے گی۔ حقیقت میں اس سے معاشرہ سنورتا نہیں بلکہ بگڑ جاتا ہے۔ جن لوگوں کو یہ عادت ہو کہ انتظار کرتے رہیں کہ یہ رشتہ بھی ہاتھ میں رہے پھر اور آ جائے وہ بھی اس حدیث کے مضمون کی مخالفت کرنے والے ہیں۔ جو پیغام پر پیغام دیتا ہے وہ بھی مخالفت کرتا ہے۔ یہاں تو لڑکی اور جاندار کا معاملہ ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تو اس بات کو بھی پسند نہیں فرماتے تھے کہ باہر سے اگر قافلے آئیں تو ایک شخص جب سودا کر رہا ہے تو دوسرا جا کر اس سودے میں دخل اندازی کرے فرمایا ٹھہرا کرو، انتظار کیا کرو۔ جب پہلا سودا اگر اس کے حق میں ہو جائے تو بسم اللہ ٹھیک۔ اگر نہ ہو پھر تمہارا حق ہے کہ اپنی بات کرو۔ تو یہ وہ اخلاقِ حسنہ کے ایسے پہلو ہیں جن کو ہم منفی پہلو شمار کر سکتے ہیں۔ یعنی یہ منفی پہلو اگر موجود رہیں گے تو اخلاقِ حسنہ کے مثبت رنگ آپ پر نہیں چڑھ سکتے۔ بعض داغ ایسے ہوتے ہیں ان پر بعض رنگ چڑھ ہی نہیں سکتے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان داغوں کی نشاندہی بھی فرمائی ہے۔

پس اگر آپ حقیقت میں ایک دوسرے کے ساتھ دلی محبت کے رشتے باندھنا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے دنیوی عام روزمرہ کے تعلقات کو کم سے کم عام انسانیت کے معیار تک تو پہنچائیں۔ اگر آپ پہنچائیں اور اس دوران اپنے کپڑے سے وہ داغ دور کرتے رہیں جو اچھے رنگ کپڑے پر نہیں چڑھنے دیا کرتے بلکہ ہر رنگ میں سے اپنا چہرہ دکھاتے ہیں جب تک آپ ان کو صاف نہیں کر لیتے آپ اس لائق نہیں ہوں گے کہ اس "خُلقِ آخر" کی تربیت کے دور میں داخل ہوں۔ جس میں مومنوں کی ایک عظیم الشان اعلیٰ پائے کی تربیت شروع ہوتی ہے۔ خونی رشتوں کے تعلقات کا حق ادا کرنے کے بعد پھر وہ بیرونی دنیا سے ویسے ہی تعلقات باندھتے ہیں۔ پھر عدل احسان میں تبدیل ہونے لگتا ہے۔ پھر احسان ایتاء ذی القربیٰ میں بدل جاتا ہے۔ پھر ساری دنیا ایک ہی خاندان دکھائی دینے لگتی ہے اگرچہ بظاہر خون کے رشتے نہیں ہوتے۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چل کر وہ اعلیٰ کردار اپنانے کی توفیق بخشے جس کی طاقت سے ہم نے تمام دنیا کے کردار کو بدلنا ہے اور محمدی کردار میں تبدیل کرنا ہے

خطبہ ثانیہ سے قبل حضور انور نے فرمایا

دو اعلان ہیں جو خطبہ ثانیہ سے قبل میں کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تو یہ ہے کہ جماعت انڈونیشیا کا جلسہ سالانہ ہو رہا ہے انہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ ان کو بھی دوست اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ انڈونیشیا کی جماعت بھی بڑی مخلص اور فدائی اور مشکل حالات میں بھی ثابت قدم ہے اور کئی پہلوؤں سے دنیا کی جماعتوں کے لئے نمونہ ہے سکنڈے نیوین ممالک کی تینوں ذیلی تنظیموں کا آج مشترکہ اجتماع ہو رہا ہے اور یہ غالباً سویڈن میں ہو گا۔ بروز ہفتہ لجنہ اماء اللہ۔ ناصرات الاحمدیہ واشنگٹن ڈی۔ سی کے مقامی اجتماعات منعقد ہو رہے ہیں۔ ان سب کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اللہ ہر پہلو سے ان اجتماعات کو بابرکت فرمائے۔

ایک افسوسناک خبر ہے وہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابی مولوی محمد حسین صاحب جو انگلستان کے جلسے میں بھی شرکت فرماتے رہے ہیں اور کثرت سے لوگ ان کو اس وجہ سے ملتے رہے نئی نسل کے لوگ کہ وہ تابعین میں شمار ہو جائیں ان کے پاس بیٹھے بیٹی نے اپنے نواسوں کو اور نواسیوں کو ان سے اسی نیت سے ملایا تھا۔ تصویر بھی کھینچی تھی تاکہ وہ کہہ سکیں کہ ہم نے ایک صحابی کو دیکھا اس کے ہاتھ سے ہاتھ ملایا تو یہ برکتیں بہت ہی کم رہ گئی ہیں اب۔ اور مولوی محمد حسین صاحب کا تو اپنا ایک مقام ایک رنگ تھا سبز پگڑی والے کہلاتے تھے بچپن کے زمانے میں جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صندوق کی یا سیف کی چابی گم ہو گئی تو آپؑ نے چابی بنوانے کے لئے بازار میں بھجوایا۔ جہاں ان کے والد غالباً لوہارے کا کام کرتے تھے تو ان کو بھیجا گیا کہ آپ جا کے چابی ٹھیک کریں درست کریں یا تالا کھول دیں جو بھی شکل تھی۔ تو یہ واقعہ ان کو خوب اچھی طرح یاد تھا اور سبز پگڑی والے مشہور تھے۔ ہر جگہ مبلغ کے طور پر جہاں پھرتے تھے۔ ہر دلعزیز ہوتے تھے غیر احمدی علماء ان سے بہت گھبراتے تھے کیونکہ اللہ کے فضل سے ان کو استدلال کی بھی بڑی طاقت نصیب تھی اور طبیعت میں مزاح بھی تھا۔ جہاں موقع محل کا تقاضا ہو وہاں مزاح ملا کر اپنی دلیل کو بڑی طاقت عطا کر دیا کرتے تھے۔ کل اطلاع ملی ہے کہ آپ وصال پا گئے ہیں، مولا کے حقیقی حضور حاضر ہو گئے ہیں۔ ان کے رشتہ دار کافی دنیا میں خدا کے فضل سے پھیلے ہوئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کی برکت سے اس خاندان کو بہت برکت ملی ہے۔ سب دنیا میں پھیل گئے ہیں۔ میرا خیال ہے اس وقت وصال کے وقت تک یہ ایک جوڑا ایک سو چھتیس بن چکا تھا تو اللہ کے فضل سے اس طرح صحابہ کی اولاد کو بھی بڑی برکت ملی ہے۔

دوسرے ایک بزرگ سید غلام ابراہیم صاحب صدر جماعت احمدیہ کیندرہ پاڑہ (اڑیسہ) تراسی سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ قادیان آ کر میں پہلی بار ان سے ملاقات ہوئی تھی اور بہت میں ان سے متاثر ہوا تھا۔ بہت بزرگ، صاف گو اور بہت ہی باوفا انسان تھے۔ سونگھڑہ کی جماعت میں شدید مخالفت کے دوران بھی یہ ثابت قدم

رہے اس کے اردگرد کے علاقے میں بھی اور ہمیشہ احمدیت کے لئے ایک ننگی تلوار رہے۔ ان کو احساس ہوگیا تھا کہ ان کے وصال کے دن قریب آرہے ہیں۔ عمر بھی زیادہ تھی اور صحت بھی کافی گر گئی تھی تو وہیں مجھ سے انہوں نے وعدہ لیا کہ میرا نماز جنازہ آپ نے ضرور پڑھانا ہے اور پھر ہر خط میں یاد دلایا کرتے تھے کہ وہ میرا وعدہ نہیں بھولنا۔ میں ان کو تسلی کا جواب دیا کرتا تھا کہ خدا کرے آپ کو لمبی صحت ملے۔ مگر وہ یہ کہتے تھے کہ نہیں آپ نے یہ وعدہ ضرور یاد رکھنا ہے کہ میری نماز جنازہ پڑھائیں۔ تو اس لئے آج کی نماز جنازہ میں ان کو بھی شامل کیا جائے گا۔ اور اس کے علاوہ کچھ نام ہیں جن کا اعلان کر دیا گیا ہے۔

تو نماز جمعہ کے بعد عصر کی نماز ہوگی اور عصر کی نماز کے معاً بعد دوست صف بندی کر لیں۔ پھر انشاء اللہ نماز جنازہ غائب پڑھائی جائے گی ٭

خلاصہ خطبہ جمعہ — بقیہ صفحہ اول

ایک اور حدیث بیان کرتے ہوئے حضور نے فرمایا، ابوالحسن بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ "جو حاجتمندوں، ناداروں اور غریبوں کے لئے اپنا دروازہ بند رکھتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کے لئے آسمان کے دروازے کو بند کر دیتا ہے۔" (ترمذی) حضور نے فرمایا یہ مضمون عام نہیں ہے۔ اگر یہ عام ہو تو پھر تمام امیر قومیں جو غریب قوموں پر خرچ نہیں کرتیں ایسی تمام قومیں دیکھتے دیکھتے محتاج ہو جانی چاہئیں۔ حضور نے فرمایا میرا تجربہ بتاتا ہے کہ جو خدا سے قریب ہوں سزائیں بھی ان کو سمجھانے کے لئے اور ان پر رحمتیں نازل کرنے کے لئے انہی کو ملتی ہیں۔ لیکن جو بالکل بد نصیب ہوں وہ اس دنیا میں سزاؤں سے بچے رہتے ہیں۔ اور ان کا سب حساب آخرت کے لئے اٹھا رکھا جاتا ہے۔

اسی طرح حضور نے حدیث کی کتاب مؤطا امام مالک کی حدیث بیان فرمائی جس میں یہ ذکر تھا کہ ایک شخص نے اپنے کھیت میں دوسرے کے کھیت کو پانی پہنچانے کے لئے نالی کا راستہ دینے سے انکار کیا تو حضرت عمر رضی نے بنی نوعِ انسان کے فائدہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس شخص کو حکماً نالی کا راستہ دینے کا ارشاد فرمایا۔ حضور نے فرمایا حضرت عمر رضی کا یہ فیصلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج اور قرآنی تعلیم کے عین مطابق ہے۔ کیونکہ قرآن ہی ہے جو تمام بنی نوعِ انسان کے حقوق کو مدنظر رکھتا ہے۔

حضور نے فرمایا قرآن مجید میں جو آتا ہے "یَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ" کہ بعض لوگ اپنے بھائیوں کے روزمرہ کے چھوٹے چھوٹے فائدے بھی روک دیتے ہیں۔ فرمایا ایسے لوگوں پر ہلاکت ہے۔ باوجود نماز پڑھنے کے نماز کے اصل مضمون سے یہ لوگ غافل ہیں۔ کیونکہ جو سچا نمازی ہوگا وہ بنی نوعِ انسان کے لئے مفید وجود ہوگا۔

نوکروں اور گھر کے خادموں سے حسنِ سلوک کے متعلق حضور نے بعض احادیث بیان فرمائیں۔ چنانچہ مسلم کتاب الایمان کی ایک حدیث بیان کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت ابوذر رضی اور ان کے غلام ہر دو نے ایک خوبصورت جوڑا پہن رکھا تھا۔ دیکھنے والے نے دیکھ کر کہا یہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک مرتبہ میں نے اپنے غلام کو برا بھلا کہا۔ حضورؐ کو جب علم ہوا تو آپ نے فرمایا تم میں جہالت کی رگ ابھی باقی ہے۔ یہ غلام تمہارے بھائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہاری نگرانی میں دیا ہے جس شخص کے پاس اس کا کوئی بھائی ہو وہ اس کو وہی کھلائے جو وہ خود کھاتا ہے۔ اور وہی پہنائے جو خود پہنتا ہے۔ اپنے غلاموں سے ان کی طاقت سے زیادہ کام نہ لو۔ اگر تم کوئی کام ان کے سپرد کرو تو اس کام میں خود بھی ان کا ہاتھ بٹاؤ۔ اور ان کی مدد کرو۔"

حضور نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک نصائح پر صحابہ اپنے اپنے رنگ میں اپنے مزاج کے مطابق عمل کرتے تھے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی کا ایک اپنا مزاج تھا۔ اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمومی حکم کے طور پر نہیں کہا جا سکتا۔ قرآنِ مجید کی تعلیم ہے "وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ" کہ جو ان کو دیا ہے اس میں سے کچھ غریبوں، غلاموں اور نوکروں پر بھی خرچ کرتے ہیں۔ پس یہ ہرگز مطلب نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منشاء مبارک یہ نہیں تھا کہ جو کھاؤ وہ کھلاؤ جو پہنو وہ پہناؤ بلکہ مراد یہ ہے کہ ان کو وہ کھانا بھی کھلایا کرو جو تم کھاتے ہو اس میں سے ان کا حق بھی رکھو۔ خود اچھے کپڑے پہنتے ہو تو ان کو بھی اپنے اچھے کپڑوں میں سے حصہ دیا کرو۔ پس یہ مراد نہیں کہ ہر طرح کا مساوی سلوک ہو۔ یا یہ کہ ہر وقت ان کو بھی میز پر بٹھا کے کھلاؤ۔ یہ حضرت ابوذر غفاری رضی کا اپنا مزاج تھا جس کے مطابق انہوں نے عمل کیا ہے۔ حضور نے فرمایا حضرت ابوذر رضی اپنے مخصوص مزاج کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض نصائح کے عمل میں ایک طرف کو جھکے ہوئے تھے اور اس معاملہ میں اعتدال سے ہٹ کر شدت کی طرف مائل تھے۔ اس لحاظ سے حضرت ابوذر رضی کی مثال قابلِ تعریف تو ضرور ہے لیکن فرض کے طور پر ہر ایک کے لئے قابلِ تقلید نہیں۔

چنانچہ اس ضمن میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث قابلِ توجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جب تم میں سے کسی کا نوکر کھانا تیار کر کے لائے تو اگر تم اسے اپنے پاس بٹھا کر نہ کھلا سکو تو کم از کم دو لقمے تو اسے کھانے کے لئے دے دو۔" (بخاری کتاب العتق) حضور نے فرمایا یہ وہ مضمون ہے جو مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ کے عین مطابق ہے۔ اور معاشرے میں قابلِ عمل ہے۔ اور جس پر عمل ضروری ہے۔ یعنی خادموں کا حق ہے کہ اپنے بہتر کھانے میں سے کچھ نہ کچھ انہیں ضرور دیا کرو۔

حضور نے فرمایا، یہ وہ معاشرہ ہے جو اسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔ ساری دنیا میں اسے قائم ہونا ہے۔ یہ حسن ہے اسلام کا جو آپ کے ذریعہ سے پھیلے گا۔

اِنْ شَآءَ اللّٰهُ

وقفِ جدید کا سال ختم ہونے میں صرف تین ماہ باقی ہیں

جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے تمام اُمراء و صدر صاحبان۔ سیکرٹریانِ مال، سیکرٹریان وقفِ جدید، مبلغین و معلمین کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ امسال ہندوستان کے مختلف علاقوں میں خدا کے فضل سے کافی بیعتیں ہوئی ہیں۔ اور اب اکثر جگہ سے معلمین کا مطالبہ ہو رہا ہے۔ وقفِ جدید اندرون کے بجٹ کی کمی کی وجہ سے اس ضرورت کو کما حقہٗ پورا کرنا مشکل ہو رہا ہے۔ بلکہ اس وقت جو معلمین رکھے ہوئے ہیں ان کے اخراجات کو پورا کرنے میں بھی دشواری ہو رہی ہے۔ وقفِ جدید کے بجٹ کو پورا کرنا تمام افرادِ جماعت (مرد، عورت، بچہ) پر فرض ہے۔

وقفِ جدید کا سال ختم ہونے میں صرف تین ماہ باقی رہ گئے ہیں۔ لہٰذا وقفِ جدید کے چندہ جات کی سو فیصدی وصولی کے لئے اکتوبر ۱۹۹۴ء کے پہلے ہفتہ میں ہفتہ وقفِ جدید منایا جائے۔ اور اس کی رپورٹ کا خلاصہ دفتر وقفِ جدید میں بھجوائیں۔

ناظم وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

مذہبی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
لُتھرا جیولرز
M/S PARVESH KUMAR S/O SHRI GIRDHARI LAL
GOLDSMITH, MAIN BAZAR, QADIAN - 143516

YUBA
QUALITY FOOT WEAR
بانی پولیمرز
کلکتہ - ۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبرز:-
43-4028-5137-5206

C.K. ALAVI
RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339.
(KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

یہ ہے دارالاماں یا کہ جنّت نشاں

یہ نظم ایک احمدی بچی ثوبیہ خان عمر ۱۵ سال از جرمنی نے قادیان کی یاد میں لکھی جو بعد از تصحیح بغرضِ اشاعت ارسال ہے۔ (فضل الٰہی انوری از جرمنی)

لے چلو قافلو، قادیاں کی طرف
بستیٔ رحمتِ جاوداں کی طرف

جو کبھی ذلّت ہماری کا تھا منتظر — وہی بدبخت رُسوا ہُوا ہر طرف
ہم مظفّر ہوئے، آج ہمارے لئے — ہر درِ کامرانی کھُلا ہر طرف
ساری دُنیا میں چرچا محمدؐ کا ہے — تیرِ دعوت اِلی اللہ چلا ہر طرف
اہلِ یورپ کی تہذیب ہلنے لگی — اب وہاں زلزلہ آ گیا ہر طرف

لے چلو قافلو، قادیاں کی طرف
بستیٔ رحمت جاوداں کی طرف

جب مِلا ابرِ رحمت کو اذنِ خُدا — جھٹ برسنے لگی چار سُو وہ گھٹا
پھر سے پژمردہ غنچوں میں جان آگئی — پھر عجب سی بہار ہر طرف چھا گئی
گلشنِ احمدِ قادیاں کِھل اُٹھا — پتے پتے پہ اُس کے نکھار آگیا
یہ ہے دارالاماں یا کہ جنّت نشاں — یاں نظر آئے اہلِ وفا ہر طرف

لے چلو قافلو، قادیاں کی طرف
بستیٔ رحمتِ جاوداں کی طرف

ہم زمانے کی تقدیر کے تار ہیں — ہم شہنشاہِ افلاک کے یار ہیں
کون سمجھے ہماری بڑی شان کو — ہم ثریا سے لے آئے ایمان کو
احمدیت ہی اسلام ہے بے خطا — جابجا اُس کی نُصرت کا ڈنکا بجا
مرحبا ثوبیہ! صد مبارک تجھے — تیرے پہنچی ہے دِل کی صدا ہر طرف

لے چلو قافلو، قادیاں کی طرف
بستیٔ رحمتِ جاوداں کی طرف

★

اِداریہ ـ بقیہ صفحہ (۲)

انصاف پسند قارئین غور فرمائیں کہ احمدیوں کو انگریزوں کا خود کاشتہ پودا بتانے والے ہی دراصل اُس وقت انگریزوں کے چاپلوس اور خوشامدی نمبر ایک تھے۔ ایسی وفاداریوں کا اظہار کرنے والے بھلا انگریزوں کے خلاف جہاد کر سکتے ہیں؟ پس یہ بات، تاریخی حوالہ جات اور حقائق و شواہد سے غلط ثابت ہوتی ہے کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ہی پہلے انگریزوں کی وفاداری اور جہاد کی ممانعت کا فتویٰ دیا۔ ہاں یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ ان لوگوں نے اگر دُنیوی مقاصد کے حصول کے لئے انگریزوں سے وفاداریاں دِکھائیں تو حضور علیہ السلام نے بموجب تعلیم اسلامی بتایا کہ ہر امن پسند حکومت کی اطاعت کی جائے۔ اور ہر ایسی حکومت سے جو مذہبی آزادی میں مخل نہیں، تلوار کا جہاد منع ہے۔ ہاں! باوجود اطاعتِ حکومت کے آپؑ نے ان کے حق میں کبھی "سایۂ خُدا" اور "ظلِ سُبحانی" کے الفاظ استعمال نہیں فرمائے۔ بلکہ جہاں تک ہو سکا ملکہ کو بھی اسلام کی دعوت دی اور جہادِ کبیر کا حقیقی حق ادا فرمایا۔

تصویر کا دوسرا رُخ بھی ملاحظہ فرمائیے۔ تاریخ ہمیں یہ بتاتی ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جہاد کا مخالف بتانے والوں نے نہ صرف یہ کہ انگریزوں کے خلاف عملاً کبھی جہاد بالسیف نہیں کیا بلکہ جنگِ عظیم کے موقعہ پر ۱۹۱۸ء میں انگریزوں کے حق میں دو لاکھ مسلمان رنگروٹوں کی بھرتی کی مہم چلائی اور اس کے لئے مولوی رشید احمد گنگوہی کے پہلے سے موجود شرعی فتویٰ کو پیش کر کے اس مقصد کے لئے رنگروٹ حاصل کئے۔ (پیسہ اخبار لاہور ۱۱ر مئی ۱۹۱۸ء)

اب کہاں ہیں وہ لوگ جو بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ اور آپ کی جماعت کو انگریزوں کے غلام اور انگریزوں کے مفادات کا تحفّظ کرنے والے بتاتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں کہ جن میں سے اکثر تو حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ سے بھی پہلے انگریزوں کی وفاداری کا دم

بھر چکے تھے۔ اور جہاد بالسیف کی ممانعت کے فتوے دے چکے تھے۔

پس سوچنے کی بات یہ ہے کہ جب کہ اکثر مُسلمان مذہبی راہنما، مولوی اور مُسلم لیڈر پہلے سے ہی انگریزوں کی چاپلوسی میں مصروف تھے، کوئی انہیں "سایۂ خدا" کہہ رہا تھا کوئی "ظلِ سُبحانی" کے خطابات سے نواز رہا تھا اور مُسلمانوں کی اکثریت انگریزوں کی مُٹھی میں تھی کہ جب چاہے اُن کو اپنے مفادات میں اور اپنے حق میں میدانِ جہاد میں استعمال کر سکیں تو انگریز جیسی عقلمند قوم کا بھلا دماغ خراب ہُوا تھا کہ وہ قادیان کی گمنام بستی میں سے ایک ایسے گمنام شخص کو کھڑا کرتی جس کی بات ماننے کے لئے مسلمانوں کی اکثریت تیار نہیں تھی۔ بلکہ اس کو کافر اور اکفر اور دجّال (نعوذ باللہ) کہہ رہی تھی۔ اور پھر ایسے شخص سے جہاد بالسیف کی ممانعت کا فتویٰ دلواتی جس کے نہ صرف مُسلمان مخالف تھے بلکہ وہ عیسائیوں کے بُنیادی مذہبی عقائد پر بھی تبر رکھے ہُوئے تھا۔ بھلا ایسا شخص ان کے لئے کیا مفیدِ مطلب ہو سکتا تھا؟ ایسے بے وقوفی کے کام آج کل کے مُلّاں تو ضرور کر سکتے ہیں لیکن انگریز جیسی عقلمند قوم سے یہ ممکن نہیں تھا۔

خدا کے لئے اِس حقیقت پر ٹھنڈے دل سے غور کیجئے اور گہرائی سے سوچئے اور بلاوجہ اپنے اخبارات و رسائل میں احمدیوں کے خلاف جھوٹا واویلا اور پروپیگنڈا کرنے والوں کو کم از کم اتنی نصیحت ضرور کیجئے کہ ہمیشہ نہیں تو کبھی کبھار ہی سچ بول لیا کرو ــــ!

کیا ہم اُمید رکھیں کہ اس قسم کے جھُوٹے اعتراضات کرنے والے مذکورہ اخبارات و رسائل ہمارے اِس جوابی مضمون کو بھی اپنے رسائل میں جگہ دیں گے ــــ!؟

(مُنیر احمد خادم)

ضروری اعلان

برائے الیکٹرانکس / ڈش انٹینا ٹریننگ کلاسز

جملہ اُمراء و صدر صاحبان جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ الیکٹرانکس / ڈش انٹینا / گھریلو الیکٹریکل کام (HOME APPLIANCES) اور نئے ٹرانسفارمر کے بارہ میں ٹریننگ کلاس مورخہ ۵ر جنوری ۱۹۹۵ء تا ۲۰ر جنوری ۱۹۹۵ء قادیان میں منعقد ہوگی۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

محترم جناب رشید خالد صاحب یہ کلاس لیں گے۔ آپ خواہش مند افرادِ جماعت کی تصدیق کر کے ان کو اِس کلاس میں شمولیت کے لئے بھجوا سکتے ہیں۔ درخواست دہندہ کم از کم میٹرک پاس ہونا چاہیئے۔ گریجویٹ و .B. Sc طلباء کو فوقیت دی جائیگی۔

اِس سلسلہ میں قادیان آنے اور واپس جانے کے اخراجاتِ سفر کے ذمہ دار درخواست دہندگان ہی ہوں گے۔ قیام و طعام کا جماعتی طور پر انتظام ہوگا۔ البتہ موسم سرما کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں۔

ایسے خواہشمند احمدی احباب، داخلہ فارم کے لئے نظارت اُمورِ عامہ قادیان کو تحریر کریں۔

نوٹ:- تمام لیکچرز اُردو میں ہوں گے۔

ناظر اُمورِ عامّہ ـ قادیان

साप्ताहिक 'बद्र'

क़ादियान [पंजाब]

हिन्दी भाग वर्ष : 1 15 सितम्बर 1994 अंक : 2

क़ुर्आन शरीफ़

कर्म की शोभा

धन-दौलत एवं सन्तान इस भौतिक जीवन का सौन्दर्य हैं किन्तु शेष रहने वाले पुण्य (और सानुकूल) कर्म ही (जो इन चीज़ों से लिए जाएं) तेरे रब्ब के निकट प्रतिफल की दृष्टि से (भी) उत्तम हैं और आशा की दृष्टि से (भी) उत्तम हैं।

(सूर: अल कहफ़ : 47)

"अल्लाह तुम्हारे कर्मों को देखता है"

हज़रत मुहम्मद मुस्तफ़ा सल्लल्लाहो अलैहि वसल्लम का पवित्र कथन

हज़रत मुहम्मद मुस्तफ़ा सल्लल्लाहो अलैहि वसल्लम ने फ़र्माया कि :-

"हे मुसलमानों ! अल्लाह तआला तुम्हारी सूरतों और तुम्हारी धन सम्पत्ति की ओर नहीं देखता अपितु तुम्हारे कर्मों की ओर देखता है।"

(मुस्लिम)

व्याख्या—एक हदीस में हज़रत मुहमम्द मुस्तफ़ा सल्लल्लाहो अलैहे वसल्लम ने ऐसी दो बातों का वर्णन किया है जो अल्लाह तआला की देन (नियामत होने के बावजूद कभी-कभी स्त्रियों और पुरुषों के मध्य भीषण उपद्रव का कारण बन जाती हैं। उनमें से एक शारीरिक सौन्दर्य है जो अधिकतर स्त्रियों के लिए उपद्रव की आधार-शिला है और दूसरी धन सम्पत्ति है जो अधिकतर पुरुषों को उपद्रव की लपेट में ले लेती है। इन दोनों बातों को उदाहरण के रूप में सामने रख कर हज़रत मुहमम्द मुस्तफ़ा सल्लल्लाहो अलैहे वसल्लम फ़र्माते हैं कि निश्चय ही यह दोनों चीज़ें अल्लाह की पैदा की हुई नियामतें (वरदान्यताएं) हैं परन्तु मुसलमानों को सावधान करने के लिए अल्लाह तआला स्त्रियों के सौन्दर्य और पुरुषों की धन-सम्पत्ति की ओर नहीं देखता अपितु इन दोनों के हृदय और मस्तिष्क की ओर देखता है जो मानवीय विचारों और भावनाओं का केन्द्र एवं स्रोत हैं तदुपरान्त वह उन कर्मों की ओर देखता है जो इन विचारों और भावनाओं के फलस्वरुप प्रकट होते हैं।

(चालीस जवाहर पारे पृष्ठ 30)

'वह राष्ट्र कभी सुखपूर्वक नहीं रह सकता जिसके वासी एक दूसरे के धर्म-गुरूओं की बुराइयां करने में व्यस्त हों'

(हज़रत मिर्ज़ा ग़ुलाम अहमद साहिब क़ादियानी अलैहिस्सलाम)

"हे प्रियजनो ! प्राचीन अनुभव और बार-बार के परीक्षणों ने इस बात को सिद्ध कर दिया है कि विभिन्न क़ौमों के नबियों और अवतारों को अपमान से याद करना और उनके विषय में अपशब्द कहना एक ऐसा विष है जो अन्ततः न केवल शरीर को नष्ट करता है, अपितु आत्मा को भी हताहत करके आध्यात्मिक और सांसारिक जीवन को नष्ट-भ्रष्ट करता है। वह राष्ट्र कभी सुखपूर्वक नहीं रह सकता जिसके वासी एक-दूसरे के धर्म गुरुओं की बुराईयां और मान हानि करने में व्यस्त हैं और उन क़ौमों में कदापि सच्ची एकता नहीं हो सकती जिन में से एक क़ौम अथवा दोनों एक-दूसरे के नबी या ऋषि या अवतार को बुराई और अपशब्दों से याद करते रहते हैं। अपने नबी या गुरु का अपमान सुनकर कौन उत्तेजित नहीं होता ?★

★ हार्दिक शुद्धता केवल उसी स्थिति में पैदा होगी जब कि आप लोग वेद और वेद के ऋषियों को सच्चे मन से ख़ुदा की ओर से स्वीकार कर लेंगे और इसी प्रकार हिन्दु लोग भी अपनी संकीर्णता को त्याग कर हमारे नबी हज़रत मुहम्मद मुस्तफ़ा सल्लल्लाहो अलैहि वसल्लम की नबुव्वत की पुष्टि कर लेंगे। स्मरण रहे कि तुम में और हिन्दू सज्जनों के बीच सुलह कराने वाला मात्र यही एक सिद्धान्त है और यही वह जल है जो मलीनता को धो देगा।"

(पैग़ामे सुलह, पृष्ठ 14-20)

"हिन्दी हमारी राष्ट्रीय भाषा"

इसमें कोई संदेह नहीं कि भारत में निवास करने वाले सभी लोगों की राष्ट्रीय भाषा हिन्दी है। परन्तु ऐसी खुली सच्चाई के बावजूद भी यह एक दुर्भाग्य है कि आए दिन हमारे देश में भाषाओं के नाम पर झगड़े तथा विवाद होते रहते हैं। कुछ संकीर्ण विचारों के लोग यह समझते हैं कि हिन्दी हिन्दुओं की और उर्दू मुसलमानों की भाषा है यही कारण है कि अधिकतर हिन्दू उर्दू नहीं सीखते और अधिकतर मुसलमान हिन्दी से बचते हैं। यदि ध्यानपूर्वक देखा जाए तो यह सोच केवल उत्तर भारत के हिन्दुओं और मुसलमानों की ही है। दक्षिण भारत के हिन्दू हिन्दू होते हुए भी हिन्दी को पसन्द नहीं करते और न ही मुसलमान अपनी प्रांतीय भाषा से उर्दू को उत्तम मानते हैं। यदि आप केरल या तामिलनाडू के प्रान्तों में चले जाएं तो यही कुछ देखने को मिलेगा। इससे सिद्ध होता है कि किसी धर्म की कोई भाषा नहीं होती बल्कि सम्पूर्ण भाषाएं धर्म की सेवा के लिए बनाई गई हैं।

इस सच्चाई के साथ-2 यह बात भी स्वीकार करनी पड़ती है कि कुछ भाषाओं ने कुछ विशेष धर्मों पर अपना प्रभाव डाला है। इस बात से इनकार नहीं किया जा सकता कि वैदिक धर्म पर संस्कृत का तथा इस्लाम पर अरबी भाषा का अत्यधिक प्रभाव है। और यदि हम वेदों और क़ुर्आन दोनों को अल्लाह की ओर से माने तो हमें यह स्वीकार करना पड़ता है कि अल्लाह ने कभी अपने धर्म के लिए संस्कृत की सेवा ली और कभी अरबी की। हां, यह बात भी बिल्कुल सत्य है कि क्योंकि इस्लाम सम्पूर्ण संसार तथा समस्त जातियों के लिए है इस कारण इसको समझने के लिए ऐसी भाषा चुनी गई जो अपनी शब्दावली तथा अर्थों में हर प्रकार से विस्तृत थी।

इस कारण किसी भाषा को भी संकीर्णता और तास्सुब का साधन नहीं बनाना चाहिए। हज़रत इमाम जमाअत अहमदिय्या ने अपने ख़ुतबा जुमअ 2 जुलाई 93 में विश्व-व्यापी जमाअत अहमदिय्या को भाषाओं के सम्बन्ध में यह उपदेश दिया कि हर अहमदी का यह कर्त्तव्य है कि वह पहले 'अरबी' भाषा सीखे क्योंकि क़ुर्आन 'अरबी' में है। इसके बाद वह उर्दू की ओर अपना ध्यान दे। क्योंकि हज़रत मसीह-ए-मौऊद अलैहिस्सलाम की अधिकतर किताबें व रचनाएं उर्दू में हैं तथा फिर तीसरे स्थान पर प्रत्येक अहमदी का कर्त्तव्य है कि वह अपनी जातीय तथा राष्ट्रीय भाषा का सम्पूर्ण ज्ञान प्राप्त करें। इस प्रकार भारत के अहमदियों का कर्त्तव्य है कि वे अरबी तथा उर्दू सीखने के साथ-साथ अपनी राष्ट्रीय भाषा हिन्दी को भी अत्यधिक प्रेमपूर्वक सीखें और इसका प्रयोग करें।

— मुनीर अहमद ख़ादिम

सारांश ख़ुतबा जुमअ दिनांक 9 सितम्बर, 1994

घर के नौकरों और अपने अधीन कर्मचारियों से अच्छा बर्ताव किया करो :

(हज़रत मिर्ज़ा ताहिर अहमद साहिब, इमाम जमाअत अहमदिय्या)

लन्दन (एम.टी.ए.) : विश्वव्यापी जमाअत अहमदिय्या के वर्तमान ख़लीफ़ा हज़रत मिर्ज़ा ताहिर अहमद साहिब ने अपने ख़ुतबा जुमअ में यह उपदेश दिया है कि जमाअत अहमदिय्या के सभी लोग क़ुरआन शरीफ़ और हदीस की शिक्षानुसार सदैव इस बात का ख्याल रखें कि घर के नौकरों और अपने अधीन कर्मचारियों से अच्छा बर्ताव किया जाए। जो अच्छा भोजन तुम खाते हो या जो अच्छे वस्त्र तुम पहनते हो, उसमें से उनका हक़ भी दिया करो। हुज़ूर ने फ़र्माया कि हज़रत मुहम्मद मुस्तफ़ा सल्लल्लाहो अलैहि वसल्लम ने हमें यह उपदेश दिया है कि अपने नौकरों को न केवल अच्छा भोजन और वस्त्र दो, अपितु उनसे उनकी शक्ति और क्षमता से अधिक काम न लिया करो। यदि काम अधिक और कठिन हो तो उनकी सहायता करनी चाहिए।

हुज़ूर ने फ़र्माया कि इस्लाम का आदेश है कि जहां तक सम्भव हो सके मानव-जाति की भलाई के लिए काम करते रहना चाहिए। जो लोग नमाज़ पढ़ते हैं, किन्तु प्राणीजाति को छोटी से छोटी भलाई से भी वंचित रखते हैं, अल्लाह तआला ने ऐसे नमाज़ पढ़ने वालों पर लानत (अभिशाप) डाली है।

हुज़ूर ने फ़र्माया कि यह वह समाज है जो इस्लाम स्थापित करना चाहता है, सारी दुनिया में यह स्थापित होगा और इस्लाम का यह सौन्दर्य जमाअत अहमदिय्या के द्वारा विश्व में फैलेगा। इन्शाअल्लाह।

मजलिस ख़ुद्दामुल अहमदिय्या भारत का वार्षिक सम्मेलन

मजलिस ख़ुद्दामुल अहमदिय्या व अतफ़ालुल अहमदिय्या, भारत का वार्षिक सम्मेलन 21, 22 व 23 अक्तूबर को क़ादियान में आयोजित हो रहा है। ख़ुद्दाम व अतफ़ाल से निवेदन है कि वह इस आध्यात्मिक सम्मेलन में भारी संख्या में शामिल होकर शोभा बढ़ाएं।

1) इस अवसर पर मजलिस-ए-शूरा में आने वाले दो वर्षों के लिए 'सदर मजलिस ख़ुद्दामुल अहमदिय्या' भारत का चुनाव भी होगा।

2) क़ाइदीन-ए-मजालिस व इलाक़ा ईक़ाइदीन अपनी वार्षिक रिपोर्ट 25 सितम्बर तक भिजवा दें।

मोअतमद

मजलिस ख़ुद्दामुल अहमदिय्या, भारत

छठी मजलिसे मुशावरत

जमाअत अहमदिय्या के चौथे ख़लीफ़ा हज़रत मिर्ज़ा ताहिर अहमद साहिब की मंज़ूरी से घोषित किया जाता है कि जमाअत अहमदिय्या भारत की छठी मजलिसे मुशावरत 29 दिसम्बर, 1994 को क़ादियान दारुलअमान में होगी। प्रत्येक जमाअत अपने प्रस्ताव 'मजलिसे आमला' की मंज़ूरी के बाद 31 अक्तूबर, 94 तक मरकज़ में भिजवा दे। तथा शूरा के प्रतिनिधियों का चुनाव करके 31 अक्तूबर तक उनके नाम भिजवा दें।

सेक्रेटरी

मजलिसे मुशावरत, भारत।

नोट : पिछले अंक में मजलिसे मुशावरत की तिथि 29 दिसम्बर की जगह भूलवश 21 दिसम्बर छप गई थी। पाठकगण यह संशोधन कर लें।

नाअत रसूलुल्लाह सल्लल्लाहो अलैहे वसल्लम

कलाम हज़रत मसीह मौऊद अलैहिस्सलाम

वह पेशवा हमारा, जिससे है नूर सारा,
नाम उसका है मुहम्मद दिलबर मेरा यही है।
सब पाक हैं पयम्बर इक दूसरे से बेहतर,
लेक अज़ ख़ुदाए बर-तर ख़ैरुल वरा यही है।
पहलों से ख़ूबतर है ख़ूबी में एक क़मर है,
उस पर हर इक नज़र है बद्रुद्दोजा यही है।
पहले तो रह में हारे, पार उसने हैं उतारे,
मैं जाऊं उसके वारे बस, नाख़ुदा यही है।
पर्दे जो थे हटाए अन्दर की राह दिखाए,
दिल यार से मिलाए वह आशना यही है।
वह यारे ला मकानी, वह दिलबरे निहानी,
देखा है हमने उस से बस, रहनुमा यही है।
वह आज शाहे दीं है, वह ताज-ए मुर्सलीं है,
वह तय्यबो अमीं है, उसकी सना यही है।
हक़ से जो हुक्म आए, उसने वह कर दिखाए,
जो राज़ थे बताए, निअमुल अता यही है।
आंख उसकी दूरबीं है, दिल यार से क़रीं है,
हाथों में शमा-ए-दीं है, ऐनुज़्ज़िया यही है।
जो राज़-ए-दीं थे भारे, उसने बताए सारे,
दौलत का देने वाला फ़र्मा रवा यही है।
उस नूर पर फ़िदा हूं उस का ही मैं हुआ हूं,
वह है, मैं चीज़ क्या हूं बस फ़ैसला यही है।
वह दिलबरे यगाना इल्मों का है ख़ज़ाना,
बाक़ी है सब फ़साना, सच बे-ख़ता यही है।
सब हमने उस से पाया, शाहिद है तू ख़ुदाया,
वह जिसने हक़ दिखाया, वह मह-लिक़ा यही है।
अए मेरे यारे जानी! ख़ुद कर तू मेहरबानी,
वरना बलाए दुनिया, इक अज़दहा यही है।
दिल में यही है हर दम तेरा सहीफ़ा चूमूं।
क़ुर्आं के गिर्द घूमूं काबा मेरा यही है।।

(क़ादियान के आर्या और हम पृष्ठ-48 संस्करण सन् 1907)

राष्ट्र का आर्थिक संगठन

(जमाअत अहमदिय्या के दूसरे ख़लीफ़ा हज़रत मिर्ज़ा बशीरुद्दीन महमूद अहमद रज़िअल्लाह फरमाते हैं)

"मैं अपने नौजवानों को नसीहत करता हूं कि वह शिक्षा केवल इस लिए प्राप्त न करें कि उसके नतीजे में उन्हें नौकरियां मिल जाएंगी। नौकरियां कौम को खिलाने का कारण नहीं होतीं अपितु नौकर देश की संम्पत्ति को खाते हैं। यदि तुम व्यापार करते हो, कला-कौशल में भाग लेते हो, नवीन खोजों में लग जाते हो तो तुम देश को खिलाते हो और यह स्पष्ट है कि खिलाने वाला खाने वाले से श्रेष्ठ ही होता है। नौकरियां निस्सन्देह आवश्यक है लेकिन यह नहीं कि हम सब नौकरियों की तरफ़ ध्यान देने लग जाएं। हमें यह कोशिश करनी चाहिए कि हम अधिक से अधिक व्यवसाय अपनाएं ताकि राष्ट्र उन्नति करे और कम से कम नौकरियां करें, केवल उतनी जितनी देश के लिए अनिवार्य है।

(अलफ़ज़ल 14 दिसम्बर, सन् 1952 ई०)

For Dollo Supreme

CTC TEA

In 100 & 200 Gms. Pouches

Contact : TASS & COMPANY

P 48 Princep Street, Calcutta-700072

Phones : 263287, 279302

सम्पादक : मुनीर अहमद ख़ादिम, उप सम्पादक : मुहम्मद नसीम ख़ान, प्रकाशक : मुनीर अहमद हाफ़िज़ाबादी।